جلد ۱۰ || ۱۱ ظہور ۱۳۴۰ ہش ۲۷ صفر ۱۳۸۱ھ ۱۱ اگست ۱۹۶۱ء | نمبر ۳۲

اخبار احمدیہ

نخلہ ۳ اگست (بوقت ۱/۲-۱۰ بجے دن) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کو نقرس کی درد میں قدرے افاقہ رہا۔ بخار بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہیں ہوا۔ البتہ کچھ ضعف رہا۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت بھی طبیعت کچھ بہتر ہے۔

احباب ہفت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفا یابی اور کام والی لمبی زندگی کیلئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۳ اگست۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ۱۸ جولائی کو قادیان میں مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے تشریف لائے تھے اور آج صبح کی گاڑی واپس تشریف لے گئے جتنے دن آپ یہاں رہے مسجد مبارک میں صبح کی نماز کے بعد قرآن کریم کا درس اور بعد نماز عصر حدیث شریف کا درس دیتے رہے علاوہ ازیں مقامی احباب اکثر اوقات میں آپ سے علمی اور روحانی استفادہ کرتے رہے اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو صحت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دین اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے اور جملہ نیک مقاصد میں قائم للرائم فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۵ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

> "ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ اور میری تحریریں ان میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے"
> (مسیح موعودؑ)

مغرب میں طلوع اسلام

بیسویں صدی میں حدیث نبویؐ "تطلع الشمس من مغربہا" کا شاندار ظہور

از محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

جب رات کی تاریکی دنیا پر مسلط ہو جاتی ہے۔ تو کچھ لوگ اپنے اپنے ماحول کو روشن کرنے کے لئے دیئے جلا لیتے ہیں یا پھر شمعیں یا برقی قمقمے روشن کر لیتے ہیں مگر کوئی بھی ان روشنیوں کو دیکھ کر خواہ کیسی ہی چکا چوند کر دینے والی کیوں نہ ہوں دن کے قرب کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ صبح کی علامتیں کچھ اور ہوا کرتی ہیں۔ اور جب یہ علامتیں ظاہر ہوں تو خواہ بظاہر ماحول تاریک و تار ہی کیوں نہ ہو ایک بینا آنکھ صبح کی آمد کو خوب بھانپ لیتی ہے۔

آج اگر ایک مسلمان کی آنکھ سے آپ مغرب کے مذہبی نقشہ پر نگاہ دوڑائیں اور اسلام کو نور سے اور عیسائیت کو ظلمت سے تشبیہہ دیں تو آپ کو مغرب کے طول و عرض میں چاروں سمت ایک تاریک رات مسلط نظر آئے گی۔ اسلام کا نور تو ضرور ملے گا۔ مگر خال خال سمٹا ہوا۔ کچھ لنڈن میں کچھ ہمبرگ میں۔ کچھ زیورخ میں۔ کچھ ہیگ میں اور کنیڈا اور امریکہ کے کچھ شہروں اور قصبات میں بھی مسلمان نظر آجائیں گے۔ سیکنڈے نیویئن پینسولا بھی اگرچہ اسلام کے نام سے خالی نظر نہیں آئے گا۔ مگر ظاہری اعداد و شمار کے رُو سے اس تعداد کو عیسائی ماحول کے مقابل پر ایسی نسبت بھی تو نہیں جیسی نمک کو آٹے میں ہو یا قطرہ کو تالاب سے۔ صرف یورپ کی عیسائی آبادی کا ہی موازنہ وہاں کے کل نومسلموں سے کیجئے تو معلوم ہو گا کہ تقریباً ۴۵ کروڑ کی آبادی میں صرف چند سو یورپین مسلمان ہیں۔ پھر آخر وہ کیا راز ہے جس کی بناء پر ہم یورپ میں اسلام

کے روشن مستقبل کے بارے میں اتنے پُر امید نظر آتے ہیں۔ وہ راز صرف یہ ہے کہ اس ظلمت کے باوجود اور باوجود اس کمزوری کے اُفق مغرب پر کچھ آثار ایسے ظاہر ہو رہے ہیں۔ جو قرب سحر کا یقینی پتہ دیتے ہیں۔ اور یہ آثار دن بدن زیادہ بیّن اور واضح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

اسلام کے اس دور میں سب سے پہلے ان آثار کو آج سے تقریباً ۷۰-۸۰ برس پہلے حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے شناخت کیا۔ اور یقینی اور غیر مبہم الفاظ میں ان کے ظہور کی خبر دی۔ جیسا کہ آپ اپنے ایک منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
باغ میں مِلّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

پھر فرماتے ہیں کہ کب آئیں گے وہ دن اور یہ بہار
پھر آپ اسلام کی فتح کے دن کو جو اس وقت غیب کے پردوں میں چھپا ہوا تھا یوسفؑ سے تشبیہہ دے کر فرماتے ہیں ؎

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

آپ کے مُنہ سے مغرب میں طلوعِ اسلام کی یہ نوید سُن کر اور اُس زمانہ کا

تصور کر کے جب یہ خبر دی گئی تھی انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے کہ اس سخت ظلمت کے دور میں کیسے کوئی آنکھ ان مخفی در مخفی آثار کو بھانپ گئی جو ابھی اخفاء کے کئی پردوں پر چھپے ہوئے تھے۔ یہ وہ دور تھا جب عیسائی دنیا کا یہ زعم یقین کی حد تک پہنچ چکا تھا کہ عیسائیت بہت جلد اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالے گی۔ انگلستان کی عیسائی سلطنت اپنے پورے عروج پر تھی اور دولتِ برطانیہ پر سورج غروب نہ ہوتا تھا۔ یہ عظیم الشان عیسائی حکومت صرف اپنی سیاسی برتری پر ہی خوش نہ تھی۔ بلکہ مسیح کی حکومت کو دنیا پر کامل طور پر مسلط کرنے کا عزم کر چکی تھی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے ہندوستان کو اپنی یلغار کے لئے چُن لیا تھا۔ اور ہندوستان میں بھی پنجاب کو نشانہ ہی اپنے خصوصی شکار کے طور پر رکھے ہوئے تھے۔ برطانوی پارلیمنٹ میں بھی یہ سوال بڑی شد و مد سے اٹھایا رہا تھا اور حکومت کے پاس تبلیغی کوششوں کو تیز تر کرنے کے لئے بڑے بڑے امراء کے وفود بھیجے جا رہے تھے یہاں تک کہ برطانوی حکومت کا مقصد ہی یہ سمجھا جانے لگا تھا کہ مسیح کی حکومت کو دنیا میں فروغ ہو۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کے برطانوی پارلیمنٹ کے ایک اجلاس میں پارلیمنٹ کے ایک رُکن نے اپنی تقریر میں کہا:-

"خداوند نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیر نگین ہے تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل پر صرف کرنی چاہیئے"[1]

پھر اسی تحریک پر بس نہیں کی گئی بلکہ ۱۸۶۲ء میں ان کوششوں کو تیز تر کرنے کے سلسلہ میں وزیر اعظم لارڈ پامرسٹن اور وزیر ہند چارلس وڈ کی خدمت میں انگلستان کے بڑے بڑے لوگوں کا ایک وفد پیش ہوا جس میں دار العوام اور دار الامراء کے اراکین کے علاوہ خود آرچ بشپ آف کنٹربری بھی شامل تھے۔ اور اس وفد کی گذارشات سننے کے بعد وزیر اعظم لارڈ پامرسٹن نے وفد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:-

"میں سمجھتا ہوں ہم سب اپنے مقصد میں متحد ہیں یہ ہمارا فرض ہی نہیں بلکہ خود ہمارا مفاد بھی اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک ہو سکے فروغ دیں اور

(باقی صفحہ ۶ پر)

[1] "علمائے حق اور انکے مجاہدانہ کارنامے" حصہ ۲ صفحہ ۲۶ مصنفہ مولوی سید محمد میاں ناظم جمعیۃ العلماء ہند۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

مسجد اقصیٰ قادیان میں وعظ و تذکیر کی ایک مجلس

قادیان ۱۳ راگست محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جو تین ہفتہ کیلئے زیارت مقامات مقدسہ کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے آج واپس روانہ ہونے والے تھے ادھر محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل بھی ۹ اگست کو قادیان تشریف لائے۔ ہر دو علماء سے علمی اور روحانی استفادہ کی خاطر لوکل انجمن احمدیہ نے ایک تربیتی جلسہ کا اہتمام کیا جس میں مقامی درویشان کی ایک بڑی تعداد بڑے ذوق شوق سے شریک ہوئی۔ یہ جلسہ کل بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ جلسہ کی باقاعدہ کارروائی تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی سے ہوئی محترم امیر صاحب مقامی نے اپنی افتتاحی تقریر میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں لوکل کے عہدیداران کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے کوشش کر کے اس تربیتی جلسہ کا اہتمام کیا۔ اور پھر مجھے خوشی ہے کہ حاضری تسلی بخش ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم لوگوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ آج ہم میں ایسے وجود تشریف فرما ہیں جو اپنے علم و فضل اور وسیع تجربہ کی بناء پر ایسا مقام رکھتے ہیں کہ ان کی باتیں ہمارے لئے بے حد مفید ہونگی۔ حقیقت یہ ہے کہ تربیت کے تحت سب اخلاق آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کئی صفات ہیں خدا تعالیٰ کی جس بڑی صفت کیساتھ قرآن کریم کا آغاز ہوا وہ یہی رب العٰلمین کی صفت ہے اگر ہم خدا تعالیٰ کی رب العٰلمین کی صفت کے رنگ میں رنگین ہو جائیں تو باقی سب اخلاق اسکے ماتحت آجاتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ کے مختلف صیغہ جات کے لحاظ سے اگر تعلیم و تربیت کا صیغہ صحیح معنوں میں کام کرے تو دیگر صیغہ جات کے کام میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے یا یوں کہو کہ ان کے لئے زیادہ تگ و دو اور محنت کی ضرورت نہ رہے گی یہی وجہ ہے انبیاء کو جو خدا تعالیٰ بھیجتا ہے در حقیقت وہ اسی طرح کام کرتے ہیں اور اپنی شب و روز کی تربیتی کوششوں سے وہ کچھ کر دکھاتے ہیں جس سے تمام لوگ ششدر رہ جاتے ہیں

محترم امیر صاحب نے فرمایا نبی کا زمانہ بابرکت زمانہ ہوتا ہے اسمیں انوار الٰہیہ کا بڑا انتشار ہوتا ہے۔ اس وقت افراد سے کوئی غلطی سرزد ہو تو خدا تعالیٰ اسی وقت کے ذریعہ اسکو رفع کرنے کا سامان کر دیتا ہے لیکن جوں جوں اس بابرکت زمانہ سے بُعد ہوتا چلا جاتا ہے دلوں میں زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس بات کی بڑی ضرورت ہوتی ہے کہ دلوں کے زنگ کو دور کرنے اور ان کو اچھی طرح صیقل کرنے کیلئے عملی قدم اٹھایا جائے۔ یہ چیز وعظ و تذکیر کے جلسوں اور تربیتی تقاریر اور روحانی باتوں کے سننے سنانے سے بطریق احسن حاصل ہو سکتی ہے۔

تربیتی تقاریر کی تاثیر کے ضمن میں آپ نے فرمایا انسان کی حالت ہر وقت ایک سی نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض وقت اور کیفیت دل کی کیفیت کے مطابق خاص خاص اثر ہوتا ہے اور یہ اس بات کا علم نہیں کہ کب کسی کے دل کی کھڑکی کھل جائے اور ایک آدھ بات ہی اس کی کیفیت کو نیکی کی طرف راغب کر دے۔ ایسے مواقع سے حتی الامکان زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ محترم امیر صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے رُوح پرور خطبات میں بیان کردہ روحانی نکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جو کچھ سنانے والے کے دل میں اخلاص اور محبت ہوتی ہے اس کا اثر بہت ہوتا ہے اور پھر اسکے پیچھے ایک غیبی طاقت اور نورانی جذبہ کارفرما ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی یہ نعمت تائید شامل حال ہوتی ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی اور پھر جس قدر مواعظ و مراتب روحانیہ سے جس قدر قریب ہوتا ہے اسی قدر اسکے کلام میں قوت اور تاثیر پیدا ہوتی ہے اور پھر سننے والوں کی توجہ اور استماع کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے اسلئے جو باتیں بیان کی جائیں گوش ہوش سے سنی جائیں تو جس طرح کہتے ہیں دل سے نکلی ہوئی بات دل پر اثر کرتی ہے۔ لازماً ایسی مواعظ اور نصائح کا اچھا اثر ہوگا۔ پس آؤ ہم آج کی تقاریر کو اسی طریق پر سننے اور بیان کردہ باتوں کو دل میں جگہ دینے اور ان پر عمل کرنے کی نیت سے سنیں خدا تعالیٰ اسکی توفیق دے اسکے بعد:۔

پہلے نمبر پر صدر محترم نے محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کو خطاب کی دعوت دی آپ نے تشہد و تعوذ کے بعد آیہ کریمہ وذکرھم بایام اللہ کی تلاوت کی اور فرمایا:۔

آج کے جلسہ کی غرض و غایت تذکیر و تربیت ہے جس کا مطلب یاد دہانی اور کچھ روحانی نشو و نما کی باتیں بیان کرنا اور ان کے مطابق اپنے آپکو ڈھالنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ انسان کی طبیعت میں نسیان یعنی بھولنے کا مادہ پایا جاتا ہے اور یہ مادہ بڑا فائدہ بخش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما کان ربک نسیا یہ خدا کے شایان شان ہے کہ وہ بھولتا نہیں اسکے مقابل پر انسان بھولتا ہے اس کا بھول جانا ہی اسکے لئے فائدہ بخش ہے ذرا اندازہ فرمائیے جب کسی کا عزیز فوت ہو جاتا ہے تو اس وقت جو اسکے غم و اندوہ کی حالت ہوتی ہے اگر یہی کیفیت ہمیشہ رہے تو بھلا دنیا میں وہ رہ سکتا ہے ہوتا یوں ہے کہ ایسا صدمہ اسکو ایک مدت رہتا ہے اور وقت گذرنے کیساتھ اسکی شدت میں خود بخود کمی آنے لگتی ہے اور یہی چیز انسانی زندگی کی گوناگوں مصروفیات کیلئے فائدہ مند ہے اسی طرح ایک انسان دوسرے پر ظلم کرتا ہے اُسے اذیت پہنچاتا ہے اسکے بعد زمانہ گذرنے پر حالات ایسے پلٹا کھاتے ہیں کہ وہ دونوں باہم شیر و شکر ہو جاتے ہیں اور آپس کی عداوت اور دشمنی بھول جاتے ہیں

مولانا نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ بھی خدا تعالیٰ نے انسان کی اسی بھول جانے کی عادت کے باعث جاری فرمایا ایک نبی آتا ہے وہ خدا کی کچھ باتیں یاد دلاتا ہے لوگ انہیں سنتے ہیں کچھ وقت اُن پر عمل کرتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں پھر ضرورت پڑتی ہے کہ انہیں یاد دلایا جائے۔ اسطرح وہ دوسرے نبی کو بھیجتا ہے اور یہ سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے یہ سب انسانی نسیان کے جلوے ہیں — فرمایا اسکے برعکس نسیان کے نقصانات بھی ہیں اگر ہم مفید طاقتوں کو کام میں لانا بھول جائیں یا ان کو بہتر رنگ میں کام میں نہ لائیں تو پھر انسان کی ہلاکت اور تباہی کا موجب ہے۔ اسے نیکی کی باتیں کسی وقت بھولنی نہیں چاہئیں اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کے مواقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے — مگر ہوتا یہ ہے کہ انسان جو باتیں بھولنے کی ہیں اسکو تو بھولتا نہیں مگر جن کو یاد رکھنا چاہیئے تھا اُسے بھول جاتا ہے اگر ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیں کہ جو بھولنے کے قابل باتیں ہیں انہیں بھول جائیں۔ مثلاً کسی کے ساتھ نیکی کر کے اُسے بھول جائیں احسان جتانے کی غرض سے یاد نہ رکھیں اور جو یاد رکھنے کے قابل باتیں ہیں مثلاً انسانیت کی خدمت۔ صحت والی زندگی یا بیماری کے نتیجہ میں جو آئندہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابدی ثواب ملنے والا ہے اُسے یاد رکھیں اگر انسان اسبات پر غور کرے مثلاً آج جو میں بیمار ہوا تو اس سے قبل کتنے عرصہ تک میں نے دیکھا ہے کہ یہ کتنا بڑا خدا کا احسان تھا یہ بیماری مجھے سبق دینے آئی ہے کہ ایام صحت کو غفلت میں ضائع نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ اگر وہ اس بیماری میں شکوہ شکایت نہیں کرتا اُسے ثواب اور صبر کی نیت سے برداشت کرتا ہے تو اُسکے دل کی کیفیت بالکل ہی بدل جائیگی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے غلط نتائج پیدا نہ ہونگے۔ بظاہر وہ بیمار ہوگا مگر اس کی روح بیمار نہیں ہوگی۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے ہر دم یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسانوں کی کشتی جب بھنور میں ہوتی ہے تو خدا کو خلوص قلب سے یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین۔ مگر جب اُن کو کنارے پر لے آتا ہے تو فرمایا اذا ھم یشرکون وہ کہتا ہے یہ کشتی فلاں کاریگر نے بنائی تھی اور بڑی مضبوط تھی اس وقت فلاں فلاں نے یہ بات پیش بندی کے طور پر کر لی تھی۔ اسلئے ہم بچ گئے۔ اب دیکھو جس چیز کو نہیں بھولنا چاہیئے تھا انسان بھول گیا اور جس کو یاد رکھنا چاہیئے تھا اُسے یاد نہ رکھا۔

فرمایا ہمارے وقتوں کا اکثر حصہ شکایتوں میں گذر جاتا ہے اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہماری یہ شکوہ شکایت کی باتیں سب فضول ہیں۔ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ روپیہ کیلئے روتے ہیں بہت سے ایسے ہیں جن کے پاس روپیہ تو ہے مگر صحت نہیں بہت سے ایسے ہیں جن کی صحتیں اچھی ہیں مگر روپیہ نہیں بہت سے لوگ شادی کیلئے آرزومند ہیں۔ مگر بہت سے ایسے ہیں کہ اُن کی شادی ہو چکی ہے مگر اولاد نہیں ہوتی اور بعض ایسے ہیں کہ اولاد ہے مگر خراب ہے بدنام کرنے والی ہے۔ فرمایا ہر شخص کبھی نہ کبھی جگہ جا کر اپنے آپ کو عاجز پاتا ہے یہ اس لئے کہ ہر بندہ اپنی مشکل کی وجہ سے خدا کے آستانہ پر جھکا رہے بیشک خدا ان کی تکالیف کو دور کرنے پر قادر ہے مگر خدا کی حکمت نے اسی طرح تقاضا کیا تا کہ وہ اپنے عجز کی وجہ سے اُس کے آستانہ پر جھکے رہیں۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علیٰ بعض جہاں لوگ اکٹھے ہو کر رہتے ہیں ضرور ہے کہ کبھی نہ کبھی وقت گڑبڑ ہو۔ اگر انسان انہی میں پڑا رہے اور اپنی دماغی قوتوں کو مفلوج کر لے تو ایسے عقلمند انسان نہیں کہہ سکتے۔ عقلمند انسان ان باتوں کو بھول جاتا ہے انکو چنداں اہمیت نہیں دیتا — فرمایا ہم لوگ ایک مورد ایمان لانے والے لوگ ہیں ہر نبی کا ایک نصب العین ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ساری دنیا کیلئے ہے حضور نے فرمایا ہے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق اب جو شخص کے بعد منصب نبوت پر فائز ہوگا وہ آپ کا امتی ہو نیکے سبب اسی نصب العین کیطرف لوگوں کو بلائے گا پس ہمارا نصب العین بھی اخلاق فاضلہ کا حصول اور انکے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ اب یہ ماننا اس زمانہ میں ہمارے سپرد ہوئی ہے ہمارا فرض ہے کہ اسکو عمدگی سے نبھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں فرمایا کہ

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جسکے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے —"

فرمایا تبلیغ کوئی جارحانہ اقدام نہیں بلکہ تبلیغ کیلئے درد چاہیئے اخلاق ہی ہماری تبلیغ کیلئے چابی ہیں یہ وہ مقام ہے جس سے انسانیت کیلئے سبق ملتا ہے۔ ہم بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں اگر ہم ماضی کے احسانات پر غور کریں اور حال کی پریشانیوں کو دیکھ کر پرانے احسانات کو ذہن میں مستحضر کریں تو ہمارے دل میں شکر کے جذبات پیدا ہونگے تکالیف اور دکھ کے اوقات میں بھی خدا کی ذات پر پورا یقین ہونا چاہیئے اس وقت دوسروں سے حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق کے مظاہرہ کو نہ بھولا جائے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وذکرھم بایام اللہ خدا کے دن مومنوں کیلئے بڑی برکات کے دن ہوتے ہیں اور کافروں کیلئے ہلاکت و تباہی کے۔ خدا بڑا قادر خدا ہے۔ وہ طاقت رکھتا ہے کہ مکذبوں کی طاقت کو کچل دے انبیاء کی جماعتیں اپنے نصب العین کو نہیں بھولتیں اپنی قربانیوں کے معیار کو نہیں بھولتیں اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ بھی اپنے بڑے فضل اُن پر نازل کرتا ہے۔ دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے اس سچائی کیلئے جو اس نے نازل کی اور ایمان لانیوالوں کے سپرد جو اس برگزیدہ جماعت میں داخل ہوئے۔

آخر میں آپ نے درویشان سے مخصوص طور پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا آپ لوگ نہایت اعلیٰ ایمان اور اخلاص کیساتھ قربانی کر رہے ہیں مگر ایسا نہ ہو کہ نئی نسل اس چیز کو بھول جائے جسے یہ چھوٹی سی تعداد یہاں بیٹھی تھی اسلئے اپنی اولاد کو بھی یہ امر ذہن نشین کراتے رہیں کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین کی عزت قائم ہو اور اس کے مرکز کی آبادی ہو اے خدا آپ لوگوں پر اپنے بڑے فضل نازل کرے اور ہم سب کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ اُن تمام نیک ارادوں کو پورا کرے جو نیک جماعت کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اسکی مخلوق سے اُلفت اور اس کی خدمت کے لحاظ سے موجود ہے اللّٰھم آمین۔

دوسرے نمبر پر محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے آیت کریمہ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا کی تلاوت کے بعد اپنی ولولہ انگیز تقریر کا اسطرح آغاز فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے قول سے اور ساری کائنات میں اپنے عمل سے نہ ایک دفعہ بلکہ بار بار ہمیں سمجھایا کہ کچھ کام میں نے اپنے ذمہ لگائے ہیں اور کچھ تمہارے ذمہ لگائے ہیں۔ اب جینے کا لطف یہی ہے کہ تم اپنے کام سرانجام دو اور میں اُن کاموں کو ادا کروں جو خدا ہونے کے لحاظ سے میں نے اپنے لئے واجب قرار دیئے ہیں یہی بات تو ہے کہ

ہر کسے را بہر کارے ساختند

پڑھنے کا کام پڑھا ہی کر سکتا ہے وہ دوسرا نہیں کر سکتا (باقی صفحہ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ پر صحیح معنوں میں توکل کرو اور کبر و غرور کی بجائے عجز و انکسار کو اپنا شعار بناؤ

جو شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے خدا اُس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ـ فرمودہ ۱۲؍مارچ سنہ ۱۹۴۳ء ـــ بمقام ناصر آباد (سندھ)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سورۂ فاتحہ وہ دعا ہے

جسے ہر مسلمان (جو اپنے آپ کو اسلامی تعلیم پر عمل پیرا کرنے کی کوشش کرتا ہے) دن میں ۳۰-۴۰ مرتبہ ہر روز پڑھتا ہے۔ کم سے کم فرائض اور سنن مؤکدہ (یعنی وہ سنتیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پڑھا کرتے تھے اور اپنے متبعین کو پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے) ملا کر ایک مسلمان دن میں ۳۰-۳۵ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے یعنی چار رکعتیں فجر کی اور ۱۲ ظہر کی ملا کر ۱۶ ہوئیں پھر ۴ عصر کی ملا کر بیس اور مغرب اور ۹ عشاء کی یہ کل ۳۴ رکعتیں ہوئیں۔ لیکن اگر ظہر کی سنتیں بجائے چار چار کے دو دو پڑھی جائیں تو چار رکعتیں کم ہو کر ۳۰ ہو جائیں گی۔ اس طرح گویا ۳۰ سے ۳۴ دفعہ ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھے۔ اور اگر فرائض اور سنن کے علاوہ وہ نوافل بھی پڑھے تو پھر جیسا موقعہ ... ہوگا اس تعداد میں زیادتی ہو جائے گی مثلاً رمضان میں تراویح پڑھی جاتی ہیں اگر انسان آٹھ تراویح پڑھے۔ یا ۲۰ تراویح پڑھے پھر ۴۲ سے ۴۸ دفعہ تک سورۂ فاتحہ پڑھے گا۔

غرض جس نے نماز پڑھنی ہو اس کو ۴۰ دفعہ یا کم از کم

۳۰ دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھنی پڑتی ہے

اور اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں سوائے اس کے کہ اسے سورہ فاتحہ نہ آتی ہو۔ مگر ایک مسلمان کے لئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ مجھے سورۂ فاتحہ نہیں آتی۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ سیکھے۔ ہاں اگر یہ حالت ہو کہ اسے آ ہی نہ سکتی ہو۔ تو علیحدہ بات ہے مثلاً ایک شخص بڈھا ہو اور اس کی عقل ماری گئی ہو۔ یا آخری عمر میں وہ اسلام لایا ہو یا پاگل ہو۔ یا بچہ ہو۔ تو ایسے معذوروں کو الگ کر کے باقی سب کے لئے لازمی ہے کہ تیس سے لے کر ۴۸ مرتبہ تک سورۂ فاتحہ کو نماز میں دہرائے۔

اس سورۃ میں ایک مومن خدا کے حضور کھڑے ہو کر علاوہ اور باتوں کے

دو باتیں اپنی طرف سے کہتا ہے

یہ دو باتیں اس کے دو دعوے ہوتے ہیں جو وہ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر کرتا ہے۔ باقی باتیں دعوے نہیں ہوتے بلکہ یا تو وہ حقائق بیان کرتا ہے مثلاً کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جو رب العالمین ہے۔ اس میں وہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔ اس کا ... اپنا کوئی کام نہیں اسی طرح الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ یہ سب

واقعات اور حقائق

ہیں۔

اور یا پھر وہ خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ یہ بھی اس کا اپنا کام نہیں۔ وہ اپنی طرف صرف دو دعوے منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

اور ان دو دعوؤں کے سوا سورۂ فاتحہ میں انسان کی طرف سے اور کوئی دعوےٰ نہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہے۔ سو انسان کہے نہ کہے اللہ رحمٰن ہے۔ وہ کہے نہ کہے اللہ رحیم ہے وہ کہے نہ کہے اللہ مالک یوم الدین ہے اس کے نہ کہنے سے

خدا کی ربوبیت

میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ اگر نہ کہے کہ تو رحمٰن ہے تو اس کی رحمانیت میں کیا فرق پڑ جائے گا۔ خدا تعالیٰ کے بادل اسی طرح برسیں گے جس طرح پہلے برستے تھے۔ اس کا سورج بدستور چڑھتا رہے گا۔ اس کی ہوا بغیر روک کے چلتی رہے گی۔ انسان کے ہاتھ جن سے پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس کے کان جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ غرض باقی سب اعضاء جن سے وہ کام لیتا ہے۔ وہ اس نے کہیں سے خرید سے نہیں بلکہ مفت ملے ہیں۔ اگر کوئی اس سے پوچھے کہ ایک مٹی کا ڈھکنا زیادہ قیمتی ہے یا ہاتھ۔ تو کوئی پاگل ہی ہوگا جو کہے گا کہ مٹی کے ڈھکنے کی قیمت زیادہ ہے۔ یقیناً ہر عقلمند یہی کہے گا کہ ہاتھ زیادہ قیمتی ہے۔

گورنمنٹ کے قانون

بھی ایسا ہی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹ لے یا پاؤں یا ناک وغیرہ کاٹ لے۔ تو گورنمنٹ اس کاٹنے والے کو قید کرتی ہے۔ اور اگر اتفاقی حادثہ سے مثلاً موٹر کی ٹھوکر وغیرہ سے کسی عضو کو نقصان پہنچ جائے تو جیسی اس مجروح کی حیثیت ہوتی ہے۔ اس کے حسب حالات نقصان پہنچانے والے سے جرمانہ دلایا جاتا ہے۔ بہرحال گورنمنٹ کے نزدیک بھی ہاتھ اور پیر کی قیمتیں ہیں۔ جن کی وجہ سے بعض حالات میں زخمی کرنے والے کو قید میں ڈالا جاتا ہے۔ اور

اتفاقی حادثہ میں

مجروح کی حیثیت کے مطابق بعض دفعہ ہزار بعض دفعہ دو ہزار بلکہ پچاس پچاس ہزار روپیہ تک جرمانہ دلایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک ڈاکٹر ہو جس کی آمد ہزار بارہ سو روپیہ ماہوار ہو۔ اور کوئی شخص اتفاقی حادثہ سے اس کا ہاتھ یا پاؤں توڑ دے اس ڈاکٹر کو ہزار دو ہزار روپے جرمانہ دلانا کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے

گزارہ کے مطابق

دلایا جائے گا۔ عدالت کہے گی کہ جبکہ یہ شخص بے کار ہو گیا۔ تو اب یہ اپنے بیوی بچوں کو کس طرح کھلائے گا۔ اس لئے ایسی صورت میں وہ پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ روپے تک جرمانہ دلا دیتی ہے

اب دیکھو

کہ اس قدر قیمتی ہاتھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو مفت دیا ہے۔ اس نے اس پر کوئی قیمت خرچ نہیں کی۔ وہ ایسا قیمتی ہے کہ اسے نقصان پہنچ جانے پر گورنمنٹیں بھی کسی کو ایک ہزار کسی کو دو ہزار کسی کو دس ہزار کسی کو بیس ہزار کسی کو پچاس ہزار اور کسی کو لاکھ لاکھ روپے تک دلا دیتی ہیں لیکن اگر اس کے مٹی کے ڈھکنے کو کوئی توڑ ڈالے اور پھر مالک جا کر عدالت میں دعوےٰ کرے کہ فلاں شخص نے میرا مٹی کا ڈھکنا توڑ دیا ہے اول تو کوئی وکیل ایسے مقدمہ کو لینے کے لئے تیار نہ ہوگا اور اگر کوئی لالچ کے مارے لے بھی لے تو عدالت اس کی بیوقوفی پر مقدمہ خارج کر دے گی۔ غرض وہ ہاتھ جس کی قیمت ہزار دو ہزار یا لاکھ مقرر کی گئی تھی اس پر تم نے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا۔ وہ تو تمہیں مفت ملا ہے۔ مگر ڈھکنا جس کے توڑے جانے پر پولیس کا بیان تو کجا تم خود بھی جا کر عدالت میں دعوےٰ کرو تو عدالت توجہ کے قابل نہیں سمجھے گی۔ وہ تمہیں مفت نہیں مل سکتا وہ تم خریدنا چاہو تو پیسے دے کر ہی ملے گا اب یہ تمہارے ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ

خدا کی رحمانیت کا ثبوت

نہیں تو اور کیا ہے۔ اس ثبوت کی موجودگی میں اگر بندہ خدا کو الرحمٰن الرحیم نہ بھی کہے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ بلکہ اگر ساری دنیا کہنے لگ جائے کہ رحمٰن کوئی نہیں تو اس کا یہ قول ہی خدا کی رحمانیت کی دلیل ہوگا۔ کیونکہ جب کوئی شخص کہہ رہا ہوگا۔ کہ کوئی خدا نہیں۔ تو یہ کس زبان سے بول رہا ہوگا۔ یہ زبان اس نے کہاں سے لی ہوگی۔ یقیناً خدا نے اسے مفت دی ہے اور رحمٰن مفت دینے والے کو ہی کہتے ہیں۔ پس اس کا تو خدا کو گالیاں دینا بھی خدا کی رحمانیت کا ثبوت ہوگا۔

پھر بندہ کہتا ہے

خدا مالک یوم الدین ہے

اب اگر یہ کہتا تب بھی خدا مالک یوم الدین تھا۔ اگر یہ نہ کہتا تب بھی وہ مالک یوم الدین تھا۔ اس کے بعد کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ پس ساری سورت میں یہی دو فقرے اس نے اپنی طرف منسوب کئے ہیں۔ ان سے پہلے وہ صداقت کا اظہار کرتا ہے۔ اول

کے بعد خدا سے کچھ مانگتا ہے کہ اے خدا مجھے کچھ دے دے۔ لیکن درمیان میں وہ دو دعوے کرتا ہے۔ ایک تو یہ دعوے کرتا ہے کہ
یَں خدا کا عبد ہوں اور کسی کا عبد نہیں۔
لیکن

اگر اس کا عمل دیکھو

تو کتنے ہیں جو اس دعوے پر سچے طور پر عمل کرتے ہیں۔ ہزاروں ہیں جو ایک طرف ایاک نعبد کہتے ہیں اور دوسری طرف چوریاں کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں غیبت کرتے ہیں۔ اور ذرا ہاتھ میں طاقت آئے تو دوسرے کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے وہ اپنے کمزور بھائی کو کہتا ہے کہ میں تھپڑ مار کر تیرے سارے دانت توڑ ڈالوں گا وہ نادان اتنا بھی نہیں جانتا کہ تو دراصل اس کے ہاتھ میں کہاں سے آیا۔ دولت آ جائے تو وہ لوگوں کو کہتا ہے کہ میں تمہیں یوں ذلیل کر دوں گا میں تمہیں سیدھا کر دوں گا۔ چنانچہ دیکھو نبیوں کے مخالف کس گھمنڈ کے ساتھ نبیوں کو چیلنج دیتے تھے کہ باز آ جاؤ ورنہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے ہمارے ملک میں بھی زمیندار اپنے کمزور ہمسایہ کو کہتے ہیں کہ ہم تمہارا پاخانہ بند کر دیں گے دیہات میں ٹٹیوں کا یا ان کی صفائی کرنے والوں کا انتظام تو ہوتا نہیں کھیتوں میں جانا ہوتا ہے تو وہ زمیندار ذرا سی بات پر اتنا اچھلتا ہے کہ گویا زمین و آسمان کی طاقت اسی کے پاس ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو حقیقی حکومت حاصل ہے مگر اس کے باوجود وہ بندوں پر حکومت نہیں جتاتا بلکہ ناز اٹھا رہا ہے۔ اور محبت کے ساتھ اپنے بندوں سے احسان کر رہا ہے۔ کہیں بندہ روٹھا ہوا ہے اور خدا اسکو منا رہا ہے۔

حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رح

لکھتے ہیں کہ لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں اعلیٰ کپڑے پہنتا ہوں (کیونکہ ان کے متعلق آتا ہے کہ وہ بہت قیمتی کپڑا پہنتے تھے جو آج کل کی قیمت کے لحاظ سے ۲½ ہزار روپیہ فی گز کا کپڑا بنتا ہے) اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے) ان کے متعلق بھی آتا ہے کہ ان کا لباس نہایت اعلیٰ ہوتا تھا اور وہ روزانہ نیا جوڑا پہنتے تھے۔ جب ان پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ قیمتی کپڑے پہنتا اور قیمتی کھانے کھاتا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو کبھی کپڑا نہیں پہنتا جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر! تجھے میری ذات کی قسم تو کپڑا پہن۔ اور میں کوئی کھانا نہیں کھاتا جب تک مجھے خدا تعالیٰ نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات کی قسم تو یہ کھانا کھا۔

اب دیکھو کہ کہاں خدا تعالیٰ کی ذات اور کہاں عبدالقادر جیلانی رح دونوں میں اتنی بھی تو نسبت نہیں ایک انسان اور چیونٹی میں ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی وجہ سے بندے کی منتیں کر کے اسے مناتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ سلوک بندے کو شرم دلانے کے لئے ہے کہ خدا تعالیٰ تو عرش پر ہو کر یوں منتیں کرتا ہے۔ مگر یہ اتنا چھوٹا ہو کر کبر و غرور میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا۔ اور میں ووں کر دوں گا۔

مجھے یہاں سے

کارکنوں کے متعلق رپورٹیں

پہنچتی رہتی ہیں جن کی تحقیق کرنے پر پتہ لگتا ہے کہ ان میں سے بعض جھوٹی رپورٹیں بھی ہوتی ہیں مگر بعض دفعہ سچی بھی ہوتی ہیں۔ اور وہ رپورٹیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ایک افسر اپنے ماتحتوں سے کہتا ہے کہ میں تیرا پانی بند کر دوں گا۔ میں تیری فصل سکھا دوں گا۔ حالانکہ وہ صرف کارندہ ہوتا ہے مالک بھی نہیں ہوتا مگر پھر بھی اس قدر دعوے کرتا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ گویا ادھر تو وہ ایاک نعبد میں خدا تعالیٰ کے سامنے کہتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں۔ میں تو آپ کا غلام ہوں۔ میں تو ذلیل ہوں میرا کوئی ٹھکانا نہیں۔ مگر نماز سے نکل کر ایک اپنے جیسے بندے کو جس کی ویسی ہی آنکھیں ہیں جیسی اس کی۔ ویسی ہی ناک ہے جیسی اسکی۔ ویسے ہی ہاتھ اور پاؤں ہیں جیسے اس کے کہتا ہے کہ میں تجھے نکال دوں گا میں تجھے جوتوں سے سیدھا کروں گا۔ میں تجھے بتا دوں گا کہ میں کون ہوں

تعجب ہے

کہ پچاس دفعہ خدا تعالیٰ کے سامنے ایاک نعبد کہنے والا کہتا ہے کہ میں وہ چیز ہوں اور میں یہ چیز ہوں اور اتنے بڑے دعوے کرتا ہے۔ مسجد میں تو وہ کہتا ہے کہ خدا ہی سب کچھ ہے مگر باہر آ کر آپ ہی رب بن جاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ شخص اتنا جھوٹ بولنے والا ہے۔ کہ جس کی مثال ہی نہیں اور پچاس دفعہ دعوے کر کے جھوٹ بول جاتا ہے۔ ایسے شخص کے قول کی کیا قیمت رہ جاتی ہے جو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ پچاس دفعہ کہتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نہایت ذلیل غلام ہوں۔ تو ہی سب سے بڑا ہے۔ مگر باہر نکل کر کہتا ہے کہ میں ہی سب کچھ ہوں۔ بھلا ایسے شخص کے دل میں ایمان پیدا ہی کیسے ہو سکتا ہے جو باوجود کمزور ہونے کے دعوے کرتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا اور میں ووں کر دوں گا۔ اس کے مقابلہ میں خدا کو سب طاقتیں حاصل ہیں مگر پھر بھی وہ ایسا نہیں کہتا بلکہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

بعض منافق لوگ جب جماعت سے الگ ہوتے ہیں تو

بلند بانگ دعاوی

کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم یوں کر دیں گے ہم ایسا کر دیں گے۔ لیکن میں نے باوجود جماعت کا امام ہونے کے کبھی نہیں کہا کہ میں ایسا کر دوں گا بلکہ یہی کہتا رہا ہوں کہ جو کچھ خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔ انسان کو تو چاہیئے کہ اگر اس کے دل میں ایسا گندہ خیال آئے تو بجائے دوسرے کو مارنے کے کہے کہ میں اس خیال کو کچل دوں گا۔ اور اپنے دل کو سنوارنے کی کوشش کرے ایاک نعبد کہنے والا اگر غرور اور تکبر سے کام لے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی غلامی ہے

دوسری بات

جو وہ بطور دعوے کے پیش کرتا ہے ایاک نستعین ہے کہ اے خدا میں نے تجھ ہی سے لینا ہے اور کسی بندے سے نہیں مانگنا۔ مگر عملاً ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں ایک بندہ کہتا ہے کہ میں ذلیل ہوں میں حضور کا غلام ہوں ادھر سجدہ سے سر اٹھاتے ہی لاٹھی لے کر کھڑا ہو جاتا ہے وہاں یہ دوسرا شخص اسی کی شکایت لے کر خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدایا یہ جو تیرا بندہ بنتا تھا بالکل جھوٹ کہتا تھا۔ تیرے سامنے تو کہتا تھا کہ میں نے کسی پر ظلم نہیں کرنا، میں نے کسی کا حق نہیں دبانا، مگر باہر جا کر ڈنڈا لے کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ہم پر ظلم کرتا ہے اور ہمارے مالوں کو ناجائز طور پر دباتا ہے۔ یہ تو تیرے سامنے جھوٹ بول گیا مگر ہم سچ کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگیں گے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔ لیکن ظالم تو یہ کہہ کر کہ میں تیرا غلام ہوں۔ ذلیل ہوں۔ کسی کو کیا کہہ سکتا ہوں جھوٹ بول گیا۔ اور یہ مظلوم بن کر جھوٹ بول گیا۔ کیونکہ ادھر تو خدا تعالیٰ کے سامنے کہا کہ

مَیں نے تجھ سے ہی مانگنا ہے

اور پھر سلام پھیرتے ہی بندوں کے آگے ہاتھ جوڑنے شروع کر دیتا ہے۔ کہ حضور ہمارے مائی باپ ہیں حضور ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اگر اس کا ایاک نستعین کہنا صحیح ہے۔ تو پھر یہ گھبراتا کیوں ہے اگر واقع میں خدا ہے۔ تو وہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بندوں سے کس لئے مدد مانگتا پھرتا ہے۔ بہرحال اس کا ایاک نستعین کہنا بھی صحیح ۔ ہو سکتا ہے جب وہ دوسرے بندوں سے

ذلت آمیز مدد

نہ مانگے۔ ہاں تعاون کا مالی مدد مانگے تو یہ درست ہوگا۔ یہ نہ ہو کہ انسانی کوشش پر ہی سارا انحصار رکھے۔ ایک شخص جب کسی سے سفارش کرانا چاہتا ہے اور اسی سفارش پر سارا انحصار رکھتا ہے۔ تو اس کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کی سفارش نہ ہوئی تو وہ کہیں کا بھی نہ رہے گا۔ حالانکہ جب ایسا شخص نماز میں کہتا ہے کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں تو فارغ ہو کر

کیوں ہر دروازے پر ماتھا رگڑتا ہے اور منتیں کرتا پھرتا ہے کہ مجھ پر حسان (احسان) کیجئے میری مدد کرو

غرض ایک طرف تو ظالم کہتا ہے کہ میرے جیسا ذلیل نہیں اور میرے جیسا غلام کوئی نہیں۔ لیکن نکلتے ہی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسا نمرود کوئی نہیں۔ اس جیسا شدّاد کوئی نہیں۔ دوسری طرف یہ مظلوم کہتا ہے کہ میں نے تو کسی سے مدد نہیں مانگنی تجھ سے ہی مانگنی ہے۔ اور پھر نکلتے ہی ہر ایک کے آگے ناک گھستا ہے۔ حیرت آتی ہے کہ کس طرح دونوں فریق جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں۔ پہلا ایاک نعبد کہتا ہے اور ہر ایک پر ظلم کرنے پر تلا رہتا ہے۔ اور دوسرا ایاک نستعین کہہ کر ہر ایک سے مانگتا پھرتا ہے۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ روزانہ پچاس دفعہ خدا کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں میں تیرا غلام ہوں۔ مجھ سے ذلیل اور کوئی نہیں۔ لیکن فارغ ہوتے ہی فرعون سے بڑا بنتا ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے مجھے ان فرعونوں

کی پرواہ نہیں۔ میں نے تجھ سے ہی مانگنا ہے۔ تیرے ہوتے ہوئے مجھے کسی اور سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ مگر سلام پھیرنے کے بعد ہر ڈیوڑھی پر جا کر ناک رگڑتا ہے۔ حالانکہ نماز کے اندر کہہ رہا تھا کہ میں نے تو اے خدا تجھ سے ہی مانگنا ہے۔ میں نے کسی اور کے پاس جانا ہی نہیں نہ مجھے کسی کی پرواہ ہے۔ ایک دفعہ تیرے ساتھ جو تعلق جوڑ لیا۔ تو بھلا اب میں کسی کو کیا جانوں اور ادھر مسجد سے نکلتے ہی آوازیں دینی شروع کرتا ہے۔ کہ اے چوہدری جی تمہیں ہی میری مدد کرو۔ اے مولوی جی تمہیں ہی میری کہانی سن لو۔ غرض ہر جگہ سے مدد مانگتا پھرتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں۔

پھر دوسری اذان ہوتی ہے۔ یہ پھر مسجد میں آتا ہے اور خدا کے آگے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں نے کسی سے نہیں مانگنا۔ اگر مانگنا ہے تو تجھ سے۔ تیرے سوا بھلا میں جا کہاں سکتا ہوں۔ پھر نماز سے علیحدہ ہوتا ہے تو تم اس نالائق کو دیکھتے ہو کہ کس طرح ہر دروازے پر جا کر مانگتا پھرتا ہے۔ اگر اس کے اندر ذرا بھی وفا ہوتی۔ اگر وہ واقعہ میں سمجھتا کہ اس کا خدا موجود ہے۔ تو اسے اس طرح مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک کمزور ایمان والے کا مانگنا جس کے اندر طاقت نہیں اور رنگ رکھتا ہے وہ تو گداگر کی طرح ہوتا ہے اگر اسے مل جائے تو خیر ورنہ خدا پر توکل کر کے آگے چلا جاتا ہے۔ مگر یہ بالکل جھوٹ بولتا ہے۔ اور خدا سے مانگنے کا اقرار کر کے ہر ایک کے سامنے لجاجت کرتا ہے اور ہر بندے کو خدا سمجھتا ہے

کیا یہ عجیب تماشہ نہیں

کہ ظالم اور مظلوم دونوں جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ ایک خدا کے سامنے جا کر کہتا ہے کہ میرے جیسا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں میرے جیسا نکما دنیا میں کوئی نہیں

اور جب باہر نکلتا ہے۔ تو طرح طرح کے ظلم و ستم سے کام لینا شروع کر دیتا ہے دوسرا کہتا ہے مجھے کسی ظالم کی کیا پرواہ ہے۔ میں کب کسی سے ڈرتا ہوں۔ جب تیرے جیسا رحیم و خدا میرے ساتھ ہو تو مجھے کس کا خوف ہو سکتا ہے۔ بھلا میں کسی سے ڈرتا ہوں؟ مجھے پتہ ہے کہ جو مجھے مارنا چاہے گا تو اسے مار دے گا اور جو مجھے ذلیل کرنا چاہے گا تو اسے ذلیل کرے گا۔ میں تیرا دروازہ چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں؟ مگر جس طرح پہلا شخص نماز کے بعد ظلم کو شیوہ بنا لیتا ہے۔ اسی طرح یہ دوسرا شخص پانچ مرتبہ خدا سے مانگنے کا اقرار کر کے جاتا ہے۔ اور پانچ پہر لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے۔ ایسا اقرار کرنے والے پر خدا کا فضل نازل کس طرح ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک بزرگ کا واقعہ

سنایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے رزق کے لئے ایک ذریعہ مقرر کیا ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ براہ راست فرشتے آسمان سے لا کر اس کے سامنے رکھ دیں بلکہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ فلاں بندے کو ضرورت ہے اسے فلاں چیز دے دو۔ یا خواب میں دکھا دیتا ہے۔ کہ فلاں جگہ سے تیری ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ یا کہیں اچھی بارش برسا دیتا ہے اور فصلیں اچھی ہو جاتی ہیں۔ غرض ہزاروں ذریعے رزق پہنچانے کے اس نے مقرر کئے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ بعض دفعہ کسی بندے کو کہہ دیتا ہے کہ تو تلاش بھی نہ کر بلکہ ایک جگہ بیٹھ جا۔ ہم تیرے لئے رزق پہنچا دیں گے۔ چنانچہ وہ بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ بندوں کے دل میں الہام کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص کے لئے کھانا لے جاؤ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو کہا کہ تو

پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ جا

اور اسے وہاں کئی سال تک اللہ تعالیٰ کھانا پہنچاتا رہا۔ آخر ایک دن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس بندے کو دیکھا جائے کہ اس کا ایمان کیسا ہے۔ چنانچہ اس دن لوگوں کو اس کے متعلق الہام کرنا بند کر دیا۔ ادھر اس بزرگ کو فاقہ آنا شروع ہوا۔ ایک وقت کا فاقہ آیا دوسرے وقت کا آیا۔ پھر تیسرے وقت کا آیا۔ آخر اس سے بھوک برداشت نہ ہوئی اس نے سوچا کہ اس طرح بیٹھ رہنا تو

ٹھیک نہیں۔ بستی میں جا کر کسی سے کھانا لانا چاہیئے۔ قریب ہی شہر تھا وہاں گئے اور ایک امیر کے دروازے پر جا کر کھانا مانگا۔ جہاں سے انہیں تین روٹیاں اور کچھ سالن ملا۔ جب وہ لے کر واپس چلے۔ تو اس امیر کے دروازے پر ایک کتا بیٹھا تھا۔ اس کتے کے

دل پر اللہ تعالیٰ نے الہام نازل کیا

وہ کتا ان کے پیچھے چل پڑا۔ کچھ دور جا کر ان کو خیال آیا۔ کہ یہ کتا جو میرے پیچھے آ رہا ہے شاید بھوکا ہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے ایک روٹی اور تیسرا حصہ سالن کا اس کے آگے ڈال دیا۔ کتا جلدی سے وہ روٹی اور سالن کھا کر ان کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے یہ خیال کر کے کہ اس کتے کا حق زیادہ ہے دوسری روٹی اور ایک حصہ سالن اور ڈال دیا۔ کتا وہ بھی جھٹ پٹ کھا کر پیچھے ہو لیا۔ اب ان کے دل میں خیال آیا کہ کیسا ڈھیٹ جانور ہے۔ انسان کی عادت ہے کہ وہ غصے میں آ کر جانوروں سے باتیں کرنی شروع کر دیتا ہے

تم نے کئی دفعہ دیکھا ہوگا

کہ کسان چلتے ہوئے بیلوں سے بھی باتیں کرتا جاتا ہے۔ اور اسے کہتے جاتا ہے۔ کہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ بیل سنتا نہیں سمجھتا نہیں۔ اسی طرح غصے میں آ کر انہوں نے کتے سے کہا کہ بے حیا کہیں کا دو روٹیاں ڈال دی ہیں اب بھی جانے کا نام نہیں لیتا۔ ادھر انہوں نے یہ کہا اور معاً اللہ تعالیٰ نے ان پر

کشف کی حالت

طاری کی اور وہ کتا بولا (کشف میں جانور بھی بولا کرتے ہیں۔ اور دیواریں بھی بولا کرتی ہیں) کہ بے حیا تم ہو یا میں ہوں۔ مجھے اس امیر کے دروازے پر سات سات وقت کا فاقہ آیا ہے۔ مگر اس کے باوجود میں دروازے سے نہیں گیا۔ لیکن خدا تم کو اتنی مدت سے وہیں بیٹھے کھانا پہنچاتا رہا۔ اور تم تین فاقوں سے گھبرا کر مانگنے آ گئے ہو۔ اب خود ہی سوچو کہ بے حیا تم ہو کہ میں ہوں۔ کتے نے یہ کہا اور ادھر ان کی کشفی حالت جاتی رہی۔ تب انہیں سمجھ آ گئی۔ اور انہوں نے

آخری روٹی اور سالن

بھی وہیں پھینکا اور اپنے مقام پر واپس آ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے تو

ان کا امتحان لینا تھا

اور ان پر ظاہر کرنا تھا کہ تمہارا ایمان ابھی مضبوط نہیں ہوا۔ پھر ہوا یہ کہ تو دیکھا کہ پانچ چھ آدمی کھانا لئے کھڑے ہیں۔ ایک معذرت کر رہا تھا کہ حضور غلطی ہو گئی معاف کیجئے مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ دوسرا یہ کہہ رہا تھا حضور میری بیوی بیمار تھی معاف کریں آپ کو تکلیف ہوئی۔ غرض ہر ایک معافی مانگ رہا تھا اور کھانا پیش کر رہا تھا۔ تو خدا تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے کام بیٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ انہیں خود کہہ دیتا ہے کہ ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔ ہم تمہارا رزق تمہیں خود پہنچائیں گے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے کہ سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ کی طرح ہزار ہزار روپے گز والا کپڑا پہننے کا حکم دیتا ہے۔ اور کبھی اتنی تنگی ہوتی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح وہ پیٹ پر پتھر باندھے پھرتا ہے

غرض کسی کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے کہ تھوڑا رزق دیتا ہے اور کسی کو بغیر حساب کے دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہما السلام کو دیا۔ بہر حال یہ حکم ہوتا ہے کہ بندوں کے پاس نہ جائیں یہ جائز ہوتا ہے کہ وہ کوشش کرے۔ کھیتی باڑی کرے۔ لیکن اگر وہ اپنی حالت کو یہاں تک گرا لے کہ مانگنے کے پیچھے پڑا رہے۔ اور ذرا سی تکلیف پر بندوں کے آگے ہاتھ جوڑنا شروع کر دے۔ تو یہ کسی طرح جائز نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ

ایک مظلوم ظلم کی شکایت کرے

مگر یہ کہ ہر ایک کے ساتھ اسی طرح چمٹ جائے۔ جس طرح جونک چمٹتی ہے اور یہ خیال کرے کہ اگر میری مدد نہ کی تو میں مر گیا۔ کسی طرح درست نہیں۔ یہ تو پانچ وقت کہتا ہے کہ اے خدا میں نے تیرے سوا کسی سے نہیں مانگنا۔ اور پھر ہر دروازہ سے چمٹتا نظر آتا ہے۔ اگر یہ خدا سے مانگتا تو کیا خدا اسے چھوڑ دیتا؟ ہم تو معمولی معمولی باتوں میں دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ ایسے طور پر دشمن سے بدلہ لے لیتا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ ایک شخص تم کو مار کر جاتا ہے۔ یا تمہارے بیٹے کو مارتا ہے اور گھر جاتا ہے۔ تو اس کے بیٹے کو قولنج ہو جاتا ہے ایسے بیسیوں واقعات ہمارے سامنے موجود ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ جب بدلہ لینے لگو تو میرے بندوں کے متعلق رحم کا خیال رکھو۔ لیکن کئی لوگ جب بدلہ لینا چاہتے ہیں تو بددعا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کا بیڑا غرق ہو۔ لوگ چاہے بکر طبعی تو مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں نے ہمیں دکھ دیا ہے دعا کریں کہ اس کا بیڑا غرق ہو۔ میں

نہیں لکھتا ہوں کہ تمہیں تو اس سے غرض ہے کہ تمہارا فائدہ ہو جائے۔ اس بات سے کیا فائدہ کہ دوسرے کا بیڑا غرق ہو مگر وہ اس پر مصر رہتے ہیں کہ ہم تو تب خوش ہوں گے۔ جب دشمن کا بیڑا غرق ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک کبڑی کی مثال

سنایا کرتے تھے کہ اس سے کسی نے پوچھا کہ آیا تو یہ چاہتی ہے کہ تیری کمر سیدھی ہو جائے یا باقی لوگ بھی کبڑے ہو جائیں تو جیسا کہ بعض طبیعتیں ضدی ہوتی ہیں اس نے آگے سے یہ جواب دیا کہ مدتیں گزر گئیں میں کبڑی ہی رہی اور لوگ میرے کبڑے پن پر ہنستے اور مذاق کرتے رہے۔ اب یہ تو سیدھا ہو سکنے رہا۔ مزہ تو جب ہے کہ یہ لوگ بھی کبڑے ہوں اور میں بھی ان پر ہنس کر جی ٹھنڈا کروں۔

اسی طرح کی

بعض حاسد طبیعتیں

ہیں کہ انہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ان کی تکلیف دور ہو جائے۔ بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ دوسرا تکلیف میں مبتلا ہو جائے حالانکہ اگر نادان سوچیں تو انسان سے ہزاروں غلطیاں روزانہ ہوتی ہیں۔ اور اس کے دل میں بغض اور کینہ کپٹ نہ ہو تو ہزاروں لاکھوں گناہ جو یہ روز کرتا ہے مثلاً کبھی جھوٹ بولتا ہے۔ کبھی بدظنی کرتا ہے۔ کبھی کسی سے درشت کلامی کرتا ہے۔ کبھی کسی سے ہنس کر نہیں بولتا۔ کسی وقت بچوں کی تربیت سے غفلت کرتا ہے۔ بعض دفعہ بیوی کا حق ادا نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں جب قیامت کے دن ان غلطیوں کا طومار اس کے سامنے رکھا جائے گا۔ تو اس وقت اس کے پاس کیا چیز ہو گی جو اس کے بدلہ میں دے گا۔ اس وقت صرف ایک ہی چیز ہو گی جو بدلہ میں پیش کر سکے گا۔ یعنی جو اس نے اپنے بھائیوں کے گناہ معاف کئے ہوں گے اس وقت خدا تعالےٰ کہے گا کہ میرا بندہ دنیا میں دوسروں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے۔ اور جب یہ بندہ ہو کر اپنے جیسے بندوں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے تو میں رب العلمین ہو کر اس کے گناہ کیوں نہ معاف کروں۔ مجھے تو اسے سزا دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔
لیکن بعض لوگ اس قانون سے یہ

ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں

کہ قانون شکنی کو جرم نہیں سمجھتے اور خود بخود ہی طبیل کر لیتے ہیں کہ وہ قابل معافی ہیں مثلاً جب نظام سلسلہ کے خلاف بعض لوگ بد کت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدا اتنے گناہ معاف کرتا ہے آپ بھی معاف کر دیں۔ حالانکہ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ اس فعل کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ اور معاف کرنا تو اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جس کا جرم کیا جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے پاس بعض لوگ ایک عورت کا مقدمہ لائے۔ جس نے چوری کی تھی چونکہ وہ ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسے معاف کر دیا جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ سن کر جوش میں آ گئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں تو معافی کے یہ معنے نہیں کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے اور نہ مجرم کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بطور حق کے معافی مانگے۔

معافی دینا اصل میں خدا کا کام ہے

اور اس نے بندہ کے گناہ معاف کرنے کی نیکی کو اس کی معافی کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور یہی چیز ہے جو خدا کے سامنے ان گناہوں کے طومار کی سزا سے اسے بچا سکتی ہے
دیکھو خدا تعالےٰ کی تعلیم کس طرح حکمت سے پُر ہے۔ ایک طرف حاکم کو کہتا ہے کہ تو نیچا ہو کر بات کر۔ اور دوسری طرف ماتحت کو کہتا ہے کہ اگر کوئی تجھ پر ظلم کرتا ہے تو مجھ سے مدد مانگ تو اور کسی کے پاس جاتا ہی کیوں ہے۔ تو

ایاک نستعین

پڑھتا ہے کہ اے خدا میں نے کسی کے پاس جا کر کیا لینا ہے۔ جبکہ تجھ سا محسن خدا موجود ہے۔ مگر جب انسان کی یہ حالت ہو کہ ادھر وہ یہ عہد کرے کہ ہر دروازہ سے بھیک مانگتا پھرے اور خدا کا عہد توڑ دے۔ تو اسے مدد کیا ملتی ہے۔ لیکن اگر بندہ اللہ تعالےٰ کا ہو جائے تو پھر وہ یقیناً ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے کیونکہ جو شخص خدا تعالےٰ سے مدد مانگتا ہے خدا اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا۔ (الفضل ۲۲ ۲)

وہ لوگ خوش نصیب ہیں کہ جیسے صحابہؓ بچائے گئے۔ آخر میں آپ نے دعا کی کہ خدا ہمارے نظریات بدل دے۔ اور ایسا انقلابی ہاتھ دکھائے جو ہمارے ہاتھوں کو پیر سے اور اُسکی خوشنودی ہمیں حاصل ہو۔ آخر میں محترم ﷺ

مسجد اقصےٰ قادیان میں وعظ و تذکیر کی ایک مجلس

(بقیہ صفحہ ۲)

اور درزی کا کام درزی کر سکتا ہے زرگر نہیں کر سکتا اور جو کام نذر کا ہے اس سے وہی عہدہ برآ ہو سکتا ہے دوسرے کی مجال نہیں اگر ایسا نہ ہو تو دنیا میں اندھیر ہو جائے
اس موقعہ پر آپ نے ایک بادشاہ کا قصہ سنایا جس کا جنترا سے اسمعٰیل کو خوب صاف ستھرا رکھتا تھا۔ اور بادشاہ نے خوش ہو کر اسے سول ہسپتال کا انچارج بنا دیا!! آپ نے بتایا کہ ہم میں اکثر کی حالت اس بادشاہ سے ملتی جلتی ہے ہم میں سے بیشتر ایسے ہیں جو خدا کے کام کو اپنے ہاتھ لینے کے لئے دن رات اس فکر میں گھل رہے ہوتے ہیں مگر اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہی نہیں کرتے حالانکہ خدا نے صاف کہا ہے کہ روزی خدا نے دینی ہے مگر ہم ہیں کہ اس پر اعتبار ہی نہیں کرتے بلکہ یہ کام خود کرنے لگتے ہیں۔ اسی کیلئے نمازیں چھوڑتے ہیں بچوں کو نادار کرتے ہیں۔ بے ایمانی، رشوت ستانی خدا جانے کیا کیا کام کر گزرتے ہیں!! حالانکہ حقیقت کیا ہے۔ انسان تو انسان اس نے تو فرمایا وما من دابة فی الارض الاعلی اللہ رزقہا کہ زمین پر ہر جاندار کا دینی روزی رساں ہے پھر بھی دنیا میں کیا ہو رہا ہے یہی کہ ۹۹ فیصدی لوگ دن رات روزی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔
بیشک روزی کا مسئلہ بڑا مسئلہ ہے اسی ایک ہی مسئلہ نے ایک بڑی دنیا کو کمیونزم کی آغوش میں لا ڈالا ہے اس مسئلہ کی آڑ لیکر کمیونزم ساری دنیا میں چھا رہا ہے ——— اور اگر ہم بھی اسی رو میں بہہ گئے تو فرمایا ہم میں اور دوسری دنیا میں امتیاز کیا رہا۔
اس موقعہ پر آپ نے ایک نوجوان کا قصہ سنایا جو کمیونزم سے متاثر تھا اس نے مولانا سے کہا کہ ہم تو اسکو خدا کہیں گے جو ہمیں کھانے کے لئے دے اگر آپ کھانے کیلئے دیں گے تو میں آپ کو خدا کہنے کیلئے تیار ہوں۔
آپ نے فرمایا کیا روٹی کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ خدا کی خدائی باطل۔ رسولوں کی رسالت بے ضرورت ہو گئی!! حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس مسئلہ کو اہمیت دی ہے اُنکا نہ کوئی شرکار نہیں ہوتا۔ حالانکہ جو حقیقی خدا ہے اس نے تو کہا یہ بات سیر پر چھوڑ دو تم بارہا عبادت کرو ہم کو بیکار ہم سب کچھ دیتے۔ نیکی اختیار کرو کسی کا حق نہ مارو بڑے ہو کر چھوٹوں کو نیچے لگا دو مگر ۹۹ ایسے ہیں جو ان باتوں کو چھوڑ دیتے ہیں! در محض روزی کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں بس انہیں روزی ملنی چاہیئے خواہ کسی ذریعہ مل جائے ان کی نگاہ میں دنیا میں باقی سب نیکیاں کچھ قیمت نہیں رکھتیں حالانکہ اگر غور کرو تو انسان کو صرف روٹی ہی کی ضرورت نہیں اُسے دنیا میں رہ کر بنی نوع انسان کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرنے کیلئے اور بھی بہت سے نیک اخلاق و نیک اطوار کی ضرورت ہے ضرورت فرما اتنی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ رکھے۔ ذرا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ پر غور کریں اُنکی قربانی کی راہ میں روزی کا مسئلہ روک نہ بنا مگر کیا وہ وادی غیر ذی زرع میں لے اُنکے بیٹے اُنکی بیوی کا جب قربانی کر چکے تھے تو کیا انہیں روزی کا خیال نہ تھا؟ مگر فرق یہ تھا کہ انہوں نے اس کی ضرورت ہی نہ سمجھی انہوں نے بس یہی کہا کہ مجھ سے خدا کی طرف سے جو مطالبہ کیا گیا ہے بس میرا کام اُس کو ادا کرنا ہے روزی کا دینا اسی کے ہاتھ میں ہے۔

ناقل مقررین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض والوں کی کس سالار کا مفصل ذکر کیا جیسے سورہ بنی اسرائیل میں او ترقی فی السماء...... بیان کیا گیا ہے آپ نے بتایا کہ مطالبہ کرنے والوں کو کیا پتہ تھا کہ مسلمانوں کو وہ سب کچھ ملنے والا ہے جو یہ لوگ استہزاء کے رنگ میں آپ سے مانگ رہے ہیں تاریخ نے بتا دیا کہ مسلمان بافعت کے بھی مالک بنے مسلمانوں کے قبضہ میں سونے چاندی کے خزانے بھی آ گئے خدا نے اسکے سامنے احباب کو پیش کیا کہ اے لوگو! تم کو یہ سب کچھ ملیگا مگر پہلے میری ذات پر ایمان لاؤ۔ ایمان لانے کے نتیجہ میں سب چیزوں کے وارث ہو گے۔
آپ نے فرمایا حضرت مولانا راجیکی صاحب فرماتے تھے کہ اگر مبلغ کو میدان تبلیغ میں آرام کا وقت ملے تو اللہ تعالےٰ کا فضل سمجھے اور تکلیف اور دکھ آئے تو سمجھے کہ اب میرا اصل کام شروع ہوا ہے۔ مجاہد کیلئے تو جہاد ہی کی ضرورت ہے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے شعائر کیلئے ایک جگہ ٹک جاتے ہیں بظاہر ان کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا جیسے امام حسین کو کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کے خاندان میں صرف ایک امام زین العابدین بیمار ہونے کی حالت میں زندہ بچے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے انکو یہ برکت دی کہ سارے دنیا میں سادات پھیل گئے۔ اب ذرا میدان کربلا میں امام حسین کے مستقبل کا اندازہ کریں یا کسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دونوں کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئے تو اُن کا مستقبل کیا تھا۔ اسی طرح حضرت موسےٰ کو اُن کی والدہ نے جب صندوق میں ڈالکر دریا میں بہا دیا تو انکا مستقبل کیا تھا۔ خدا نے انہیں کہا تھا کہ بس تمہارا یہ کام ہے کہ تم لڑکے کو اس طرح دریا میں ڈال دو۔ اُسے بچانا حفاظت کرنا منزل مقصود تک پہنچانا میرا کام ہے اگر موسےٰ علیہ السلام کی ماں یہ کہتی کہ بچے کی حفاظت کرنا میرا کام ہے اُسے بچانا فکر کرنا میرا کام ہے تو بیل منڈھے چڑھ جاتی مگر آپ نے دیکھا کہ جو کام خدا نے اپنے ذمہ لیا تھا کس طرح اس نے اپنی کمال قدرت کے کرشمے دکھا کر دکھایا!! اسے فرعون ہی کے گھر میں موسےٰ کو پالا تاکہ بعد میں اسکے خاندان کو تباہ کرنے والا بنے۔
آپ نے درویشان قادیان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ زمانہ کے مصائب و مشکلات اگرچہ بہت بڑے ہیں مگر ایسے تو نہیں کہ جو پہلوں پر نازل نہ ہوئے ہوں۔ حضرت عیسےٰ حضرت موسےٰ حضرت نوح سب کے حالات پر غور کیجئے جب یزید نے ظاہری فتح پائی تمام اہل بیت کو قتل کر دیا تو اپنے بیٹے معاویہ کو کہا کہ دیکھ بیٹا اب میں نے تیرے لئے میدان صاف کر دیا مگر معاویہ بن یزید نے کہا یہ باپ یہ کوئی قابل فخر نہیں یہ تو لعنت کا طوق ہے جو آپ اپنے گلے سے اتار کر میرے گلے میں ڈال رہے ہیں۔ دیکھئے ہو آج کوئی شخص یزید کی اولاد کہلانے کو تیار نہیں حالانکہ بہت سے لوگ خواہ مخواہ سادات میں قدم رکھنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اُسکی وجہ یہی ہے کہ آج سادات کو وہ عزت حاصل ہے جو اور کسی کو نہیں مگر یہ امام حسین کی قربانی سے ملی ہمیں مناسب ہے کہ ہم خدا کی اس بات پر نگاہ رکھیں کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرو اور میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرونگا ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت ہو گی جس کا ذرہ ذرہ حساب ہے اُسکے مطابق جواب دینا ہو گا جس کو خدا نے لنگوٹی پوش بنایا اُس سے حساب کیا لیا جائیگا!! بس خوشی کا مقام ہے کہ ہم وہ

نوٹ: صاحب صدر نے اجتماعی دعا کرائی اور بعد دعا یہ روحانی مجلس ۱۱ بجے برخاست ہوئی۔ اس موقعہ پر مکرم سیکرٹری صاحب تعلیم تربیت لوکل انجمن احمدیہ نے تمام درویشان کرام کیطرف سے مقررین کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

روحانی ہدایت کیلئے چند قابلِ غور حقائق

از مکرم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر صوبہ اڑیسہ

مامورین و مرسلین کی چند نمایاں علامتیں

رحیم و کریم خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں ایک نہیں دو نہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو بھیجا۔ ہر قوم میں بھیجا۔ دنیا کے ہر گوشہ میں بھیجا اور جب جب بھی دنیا والوں کی اصلاح کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اپنے مامور و مرسل و مصلحین کو بھیجتا رہتا ہے۔

مامورین و مرسلین کی سوانح حیات پر نظر کرنے سے ہر شخص خواہ کتنی ہی موٹی عقل کا کیوں نہ ہو یہ چند حقائق اس پر عیاں ہو جاتے ہیں:-

اوّل یہ کہ انبیاء ہمیشہ معزز و شریف خاندان سے ہوتے رہے ہیں تا خاندانی عیوب و مجہول النسب ہونے کے باعث کوئی شخص ایمان سے محروم نہ رہ جائے۔

دوم۔ یہ کہ اندھے لولے، کانے لنگڑے اپاہج و کبڑے کو خدا نبی بنا کر نہیں بھیجتا۔

سوم یہ کہ مجذوم مبروص مدقوق مسلول و مجنوں وغیرہ سیئی الامراض کے گرفتار کو خدا نبی بنا کر نہیں بھیجتا۔

چہارم یہ کہ خدائے تعالیٰ جسے نبی بنا کر بھیجنا چاہتا ہے اس کی تربیت وہ خود کرتا ہے۔ انہیں فطرت صحیحہ و سلیمہ پر قائم رکھتا ہے۔ ماحول کے اثرات بد سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔

پنجم یہ کہ ماموریت سے پہلے ان کا وجود دنیاوی لحاظ سے اس زمانہ کے لوگوں کے لئے قابلِ اعتنا نہیں ہوتا اس میں شک نہیں کہ راستبازی۔ حق گوئی۔ خوش خلقی وغیرہ اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے وہ قابلِ رشک ضرور ہوتے ہیں۔ مگر دنیاوی لحاظ سے وہ ایسے معمولی انسانوں کی طرح ہوتے ہیں کہ جن کا کوئی حاسد نہ ہو۔ سوائے حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام کے۔

ششم یہ کہ ایسے وقت میں مبعوث ہوتے رہے ہیں جبکہ مرسل الیہ قوم یا قریہ یا ملک کی روحانی حالت نہایت گندی و خراب ہو جاتی ہے اور روحانی امراض وبائی صورت اختیار کر کے اس قوم قریہ یا ملک کو ہلاکت تک پہنچانے والی بن جاتی ہے۔

ہفتم یہ کہ جو کوئی بھی مامور و مرسل بن کر دنیا میں مبعوث ہوا ہے۔ اس کی سخت مخالفت کی گئی ہے۔ کوئی نبی بھی ایسا نہیں گذرا جس کی مخالفت اور شدید مخالفت نہ ہوئی ہو۔ جیسا کہ یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون اور کذلک جعلنا لکل نبی عدوا آیت سے ظاہر ہے۔

ہشتم یہ کہ باوجود شدید مخالفت کے خدا کا مامور و مرسل ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے وہ اپنے مقصد میں کبھی بھی ناکام نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی اور الا ان حزب اللّٰہ ھم الغالبون سے ظاہر ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام شریف اور معزز خاندان سے تھے۔ ہر قسم کے جسمانی عیوب اور امراض خبیثہ و سیئی سے پاک تھے۔ بت گر بت فروش باپ کے گھر پیدا ہوئے اور تمام قوم کو بت پرستی میں مبتلا دیکھا اور ہر وقت بتوں کے آگے سجدہ کرتے پایا۔ مگر آپ نے کسی بت کے آگے کبھی سر نہ جھکایا اور نہ بت پرستی کی۔ باپ نے بھی انہیں دنیوی ڈھب کا نہ پا کر ان کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالی تھی۔ لوگ بھی ان کی طرف سے بے التفات تھے لوگوں میں ان کی شہرت نہ تھی کیونکہ جبکہ انہوں نے تمام بتوں کو سوائے ایک بڑے بت کے توڑ پھوڑ دیا تھا تو اس وقت بڑے بڑے لوگ جمع ہوئے اور تحقیق کرنے لگے کہ ان بتوں کو کس نے توڑا ہے تو انہیں کہا گیا تھا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم۔ ہم نے ایک جوان کو ان بتوں کی مذمت کرتے سنا ہے شاید اس کا نام ابراہیم ہے۔ اگر وہ مشہور لوگوں میں ہوتے تو اس تفصیلی تعارف کی ضرورت کیا تھی؟ وہ صاف کہہ دیتے کہ ابراہیم نے ایسا کیا ہوگا۔ وہی تو ان کی مذمت کیا کرتا تھا۔ بہر حال جب وہ ماموریت کا دعوےٰ کرتے ہیں اور توحید باری تعالیٰ کے پرچار کا علم بلند کرتے ہیں تو ساری قوم ان کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ حاکم وقت بھی اس مخالفت میں کسی سے پیچھے نہیں رہتا۔ مگر ابراہیم مردِ خدا ایسا ہے کہ تن تنہا سبھوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آخر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور ایک بڑی نسل کے باپ کہلاتے ہیں۔ جن میں ایک بڑی تعداد انبیاء علیہم السلام کی تھی۔ اور اس سبب سے وہ ابو الانبیاء کہلاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لیجئے

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بنی اسرائیل سے تھے۔ نہایت تنومند ہر قسم کے جسمانی عیوب اور امراض خبیثہ سے پاک۔ فرعون تمام بنی اسرائیل کی اولاد نرینہ کو قتل کر دیا کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسی کے گھر میں آپ کی پرورش کے سامان کئے۔ آپ کو پڑھایا ان کی تربیت کی اور انہیں فطرت صحیحہ پر قائم رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا ہے والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی۔ باوجود فرعون کے ہاں پرورش پانے کے فرعونیت ان کے مزاج میں نہیں آئی۔ ظلم و ستم کے خوگر نہ ہوئے جوان ہو کر کسی مظلوم بنی اسرائیل کی حمایت میں ظالم قبطی کو ایسا مکا مارا کہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ دوسرے دن بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ وہ مظلوم کی حمایت کے لئے آگے بڑھے مگر کسی نے انہیں خبر دی کہ کل کے واقعہ سے حکومت کے کارندے آپ کے خلاف منصوبے کر رہے ہیں بہتر ہے کہ یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اس پر وہ فرعون کا ملک چھوڑ دیتے ہیں اور دوسرے ملک میں ابھی پہنچے ہی تھے ایک موقعہ پر کیا دیکھتے ہیں کہ دو عورتیں اپنے جانوروں کو لئے کھڑی ہیں۔ جانور مارے پیاس کے حلقہ توڑ کر نکلے جاتے ہیں وہ بڑی مشکل سے انہیں روک رہی ہیں۔ پاس جا کر حال دریافت کرتے ہیں بڑی جوانمردی سے خود پانی پلا کر ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اور خود ایک طرف ہو کر درگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہوتے اور عرض کیا رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ اے خدا! یا ہو! ایسے خدمت خلق کے مواقع اپنے کرم سے مہیا فرمائے میں بال بال ان کا محتاج ہوں!! یہ فطرتِ صحیحہ کی پکار تھی کہ انہوں نے ایسی ہمدردی دکھائی!! اور خدمتِ خلق کا کام سرانجام دیا۔

الغرض خدائے تعالیٰ نے ایسے ہی جواں ہمت انسان کو مامور کر کے فرعون کے پاس بھیجا ہے فرعون جو خدائی دعوے کیا کرتا تھا اور انا ربکم الاعلیٰ کہا کرتا تھا وہ بھلا کسی خدا کے مامور کو دیکھ کر کب مخالفت میں کمی کر سکتا تھا پورے زور کے ساتھ ان کی مخالفت کرتا ہے اور کئی بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا سے اسے ہار ماننی پڑتی ہے لیکن وہ مخالفت سے باز نہیں آتا۔ آخر کار سمندر میں غرق کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیاب کرتا ہے۔ آپ کو عزت و شہرت دیتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے انہیں صاحب شریعت نبی بنا دیا۔ اور انبیاء کی ایک بڑی تعداد کو موسوی شریعت کا حامل و تابع بنایا!!

حضرت نبی کریم صلعم کا حال کس کو معلوم نہیں۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا جسم مقدس ہر قسم کے عیبوں سے پاک تھا۔ اور صحت بھی نہایت عمدہ پاک و صاف تھی۔ آپ یتیم تھے۔ کس مپرسی کی حالت میں پلے اور جوان ہوئے۔ آپ کے دادا عبد المطلب مکے کے سردار تھے۔ کعبہ میں اس وقت تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ مگر آپ نے کبھی بھی کسی بت کے آگے سر نہ جھکایا۔ یتیموں بیواؤں کی خبر گیری کیا کرتے تھے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھتے تھے مصیبت زدہ کی ہمدردی کرتے تھے۔ اس کے قائل سارے مکہ والے تھے۔ جبکہ غار حرا کے واقعہ کے بعد اپنی نئی ذمہ داریوں کا احساس کر کے سخت گھبراہٹ میں تھے۔ مگر گھر پہونچ کر اپنی غمگسار بیوی حضرت خدیجہ رض کو تمام ماجرا سنایا اس پر حضرت ممدوحہ نے جو کچھ فرمایا یہ تھا کہ "اللہ تعالیٰ ہرگز آپ کو ضائع نہیں کرے گا آپ بیواؤں و یتیموں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ مظلوم کی حمایت کرتے ہیں اور مصیبت زدہ کی ہمدردی کرتے ہیں۔ پھر کیونکر ایسی اعلیٰ صفات کے حامل کو خدا ضائع کرے!!

آپ جس زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اس وقت ظھر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ تھا۔ مشرکین تو مشرکین تمام اہلِ کتاب یہودی و نصرانی سبھی کفر و ضلالت میں پڑے ہوئے تھے۔ ایسے پُر آشوب زمانہ میں آپ نے بت پرستی کے خلاف آواز اٹھائی توحید پرستی کی تعلیم شروع کی۔ سارے مکہ والے آپ کے دشمن ہو گئے۔ آپ کو ہلاک کرنے اور مقصد میں ناکام بنانے کی پوری کوشش کی۔ بہت دکھ دیا۔ بہت ستایا۔ مگر آپ نے سب کچھ برداشت کرتے ہوئے خدا کے پیغام کو پہنچایا۔ اور بالآخر کامیاب ہوئے۔ خدائے تعالیٰ نے صحابہ جیسی عدیم المثال جاں نثار جماعت عطا کی۔ آپ کو صاحبِ شریعت نبی بنا دیا۔ اور اگلے پچھلے نبیوں کا خاتم تصدیقی مہر بنا دیا۔ اور آپ کی شریعت کو قیامت تک ممتد فرمایا۔ اب قیامت تک دوسری کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی۔

اب اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ماموریت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ تمام علامتیں ان میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہوں تو ان کے برحق مامور من اللہ ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہ سکتا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فارسی النسل تھے۔ امیر تیمور کے حاجی برلاس کی اولاد میں سے تھے۔ جو ہندوستان میں شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

آپ اسی معزز و شریف خاندان میں پیدا ہوئے۔ ہر قسم کے جسمانی عیوب سے مبرا اور تمام قسم کی امراض خبیثہ و سے پاک۔ باوجود رئیس زادہ ہونے کے عیش و تنعم کی زندگی سے بیزار تھے۔ فقیرانہ زندگی کے خوگر عبادت و ریاضت میں گذارتے تھے۔ مسجد گویا ان کا جائے سکون تھا۔ خلوت پسندی کی وجہ سے قادیان کے لوگ بھی انہیں پہچانتے نہ تھے باہر سے آنے والے جب حضرت مرزا غلام مرتضےٰ ان ــــ ندے ان کے چھوٹے بیٹے یعنی مرزا غلام احمد صاحب کے بارے میں دریافت کرتے تو آپ کہتے کہ اسے مسجد میں تلاش کرو۔ قادیان کے لوگوں کا کیا خود ان کے گھر کے لوگ دنیاداری کی طرف زیادہ مائل رہنے کے سبب آپ سے بے اعتنا تھے۔ آپ کے کھانے پینے کا کوئی خاص اہتمام نہ کرتے تھے جب خیال آیا جیسا ہوا کھانا ان کے لئے بھیجدیا اور آپ اس کو کھا کر صبر و شکر کے ساتھ زندگی گذارتے تھے۔ آپ اس کا ذکر ایک عربی شعر میں یوں فرماتے ہیں

لفاظات الموائد کان اکلی
وصرت الیوم مطعام الاھالی

یعنی ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ دسترخوان کے بچے ہوئے ٹکڑے مجھے کھانے کو ملتے اور میری کچھ قدر نہ سمجھی جاتی تھی۔ مگر اب خدا کا یہ فضل ہے کہ خود میں کئی گھرانوں کو کھلانے والا بن گیا ہوں!!

آپ کی ماموریت سے پہلے ساری دنیا کفر و ضلالت میں گرفتار تھی۔ اپنے کنبہ کے لوگ بھی بیدین تھے۔ اور بعض رشتہ دار حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں تک دینے میں بیباک ہو چکے تھے۔ اس کے باوجود آپ نے دین فطرت کو کبھی نہ چھوڑا۔ عبادت و ریاضت میں دن گذارتے آپ کے والد اکثر کہا کرتے تھے اور بڑے قلق کا اظہار کرتے تھے کہ میرے بعد اس کا (حضرت غلام احمد کا) کیا حال ہوگا۔ اس نے تو دنیا کا کچھ بھی نہ جانا۔ اپنے بڑے بھائی کا دستِ نگر رہے گا ......

...... اس کے باوجود جب آپ کی توجہ الی اللہ پر نگاہ کرتے تو بے اختیار ہو کر یہ بھی کہتے۔ کہ اصل میں غلام احمد جو کام کر رہا ہے وہی ٹھیک ہے ہم تو دنیا کے دھندے میں پھنسے ہیں!!

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ کفر و ضلالت اور بیدینی حد سے بڑھ گئی تھی۔ اسلام بالکل کس مپرسی کی حالت میں تھا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں ؎

می سزد گر خوں ببارد دیدہ ہر اہلِ دین
بر پریشاں حالی اسلام و قحط المسلمین

اور

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

عالموں کو کفر بازی سے فرصت نہ تھی پیر و گدی نشین سبھی اپنی بڑائی و تعظیم چاہنے والے تھے۔ عیسائیوں نے اسلام کی اس کمزور حالت کو دیکھ کر موقعہ غنیمت جانا اور ہزاروں توحید پرستوں کو تثلیث پرست بنا دیا تھا۔ الغرض ہر طرف تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ آپ نے ایسے پُر آشوب زمانہ میں ماموریت کا دعوےٰ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ میں مسلمانوں کے لئے مہدی بن کر آیا ہوں۔ اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود اور ہندوؤں کے لئے کرشن اوتار کا روپ دھارن کر کے آیا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اتنا سنتے ہی ساری دنیا آپ کی مخالفت میں کھڑی ہو گئی۔ کیا ہندو کیا مسلمان کیا عیسائی سبھی آپ پر ٹوٹ پڑے۔ ہلاک کرنے ذلیل و رسوا کرنے کے منصوبے بنائے کہ الاماں!! اپنے پرائے سب دشمن ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے پروردگار

ساری دنیا کو دشمن پا کر آپ اپنے بھیجنے والے سے کچھ بڑی دردمندی کے ساتھ یہ دعا کرتے ہیں ؎

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ نیست از تو چیزے مستتر
گر تو می بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دید استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دل شاں ابر رحمت ہا ببار
ہر مراد شاں بفضل خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تبہ کن کار من

اے خدا اگر میں جھوٹا ہوں مکار ہوں فاسق ہوں بدکار ہوں تو مجھے تباہ کر دے میرے گھر بار پر آگ برسا اور میرے کاروبار کو تباہ و برباد کر کے میرے دشمنوں کو شاد کر دے اور ان کی تمام مرادوں کو پوری کر دے۔

اے دلوں کے بھیدوں سے واقف خدا اگر تو مجھے ایسا نہیں سمجھتا بلکہ تو مجھے اپنے خاص بندوں میں سے پاتا ہے تو ؎

خود برون آ از پئے ابرائے من
اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من

یعنی تو میری بریت کے لئے خود کو ظاہر فرما اے میرے ملجاء و ماویٰ تو ان دشمنوں پر میری حقیقت کھول دے وغیرہ وغیرہ۔

ساری دنیا ان کی ہلاکت کی خواہاں ہے۔ اور وہ خود بھی خدا کے آگے دعا کرتے ہیں کہ اگر میں ایسا ہی بدعمل اور فاسق ہوں جیسا کہ میرا دشمن مجھے کہتا ہے تو تو مجھے ہلاک کر دے۔ اور میرے دشمنوں کو خوش کر دے۔ مگر دیکھا آپ نے ــــ!! اس قادر و توانا خدا نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ آپ اس کی طرف سے بھیجے گئے تھے خدا نے ساری دنیا کو ان کے ارادوں میں ناکام بنا دیا اور آپ کو کامیاب و کامران کیا۔ آپ کو ایسی اطاعت گذار اور جاں نثار جماعت عطا کی جو تن من دھن کی بازی لگا کر اسلام کی خدمت کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں آپ کو شہرت دی۔ دنیا کے کونے کونے تک آپ کے نام کو پہنچایا۔ ہزاروں لاکھوں گمراہوں کو ہدایت بخشی۔ کیا یہ واضح حقائق نہیں جن پر اہل بصیرت کو غور کرنا چاہیئے۔ فھل من مدکر ؟

احباب جماعت سے گذارش

تحریک جدید کے مالی سال پر آٹھ ماہ گذر چکے ہیں لیکن ابھی تک بہت سے احباب کے ذمہ چندہ تحریک جدید واجب الادا ہے۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے چندے ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور سلسلہ کی ضروریات کا تقاضا ہے کہ احباب اپنے چندے ماہ بماہ ادا کر کے سابقون میں شامل ہونے کی کوشش کیا کریں۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سال کے آخر میں دیں گے بعض اوقات وہ دے ہی نہیں سکتے ...... جو لوگ آخر وقت میں نماز ادا کرنے کے عادی ہیں وہ بھول بھی جاتے ہیں پہلے دینے کا زیادہ ثواب ہوتا ہے ایک دن کا ثواب بھی معمولی چیز نہیں کہ اسے چھوڑا جائے جو لوگ ملازمت میں ایک دن پہلے شامل ہوتے ہیں وہ ساری عمر سینئر رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ سمجھو کہ خدا کے انعام پہلے اس پر ہوں گے جو پہلے شامل ہو جائے۔

۲۔ یہ طریق بھی انسان کے لئے ثواب کی کمی کا موجب ہوتا ہے۔ اور یوں بھی یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ انسان اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ دے اور ذرا سی غفلت سے اس کے ثواب میں کمی آ جائے۔ اور اس کی سستی سلسلہ کے لئے پریشانی کا موجب بن جائے۔ پس ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیئے کہ تنخواہ ملنے کے بعد جلد اپنے وعدہ کو پورا کر دے"

وکیل المال تحریک جدید قادیان

مکتب احمدیہ سوناگلی

دفتر وقف جدید کے انتظام کے ماتحت مکرم گلزار احمد صاحب معلم وقف جدید نے سوناگلی علاقہ پونچھ میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مکتب جاری کیا تھا۔ جس کو رجسٹرڈ کرانے کے لئے کارروائی ہو رہی تھی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکتب رجسٹرڈ ہو گیا ہے

اس موقعہ پر محمد ظفر نیدا صاحب تحصیلدار علاقہ نے مکتب کا معائنہ کر کے ایک طرف تو جماعت کی تعلیمی اور تبلیغی مساعی پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور دوسرے خواہش ظاہر کی ہے کہ

"مجھے بھی مکتب احمدیہ سوناگلی کی مینجنگ کمیٹی کا ممبر بنا لیا جائے"

دفتر ہذا کی طرف سے اس کی منظوری دے دی گئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مکتب کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کے بہترین خادم پیدا فرمائے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

مغرب میں طلوعِ اسلام

(بقیہ صفحہ اوّل)

ہندوستان کے کونے کونے میں اسے پھیلا دیں"
صرف ہندوستان ہی مطمعِ نظر نہیں تھا بلکہ کل وسطِ ایشیا کو عیسائی بنانے کے خواب دیکھے جا رہے تھے اور عیسائی مفکرین وسطِ ایشیا پر عیسائیت کی یلغار کے لئے ایک مرکز کی تلاش میں تھے۔
چنانچہ مشہور عیسائی مصنف رابرٹ کلارک اپنی کتاب "THE MISSIONS" مطبوعہ ۱۹۰۴ء میں لکھتے ہیں:-

"وسطِ ایشیا میں عیسائیت کے تبلیغی کام کیلئے پنجاب ایک قدرتی مرکز معلوم ہوتا ہے"۔
"پنجاب کی سرحدی لائن سے اور اسے اپنے کام کا مرکز بنا کر عیسائیت ان مقامات تک پھیل سکتی ہے جہاں تک ابھی اس کا نام تک نہیں پہنچا"۔

مزید برآں یہ کہ اتفاق سے انہی دنوں میں یعنی ۱۸۵۹ء سے لے کر ۱۸۶۴ء تک ہندوستان کو وائسرائے بھی وہ ملا جو بذاتِ خود عیسائیت کی تبلیغ کا سخت خواہاں اور دلدادہ تھا۔ چنانچہ ایک عیسائی پادری لکھتا ہے:-

"جب ہنری لارنس وائسرائے مقرر ہوئے تو انہوں نے عیسائیت کی تبلیغ کی کوششیں اور بھی وسیع کر دیں"۔

یہ وہ دن تھے کہ ابھی یورپ میں اسلام پھیلانے کا تصوّر بھی ایک جاہمہ کی حیثیت رکھتا تھا اور عیسائیت اپنی تمام شان اور قوت کے ساتھ اور اس یقین کے ساتھ کہ کامل فتح اور نصرت کے دن قریب ہیں چاروں کے مشرقہ محاذوں پر حملہ آور تھی۔ یہ عالمِ اسلام پر ایک سخت مایوسی کا دور تھا۔ اسلام کے لئے حملے کا تصوّر تو کیا اپنی زندگی کا دفاع تک محال ہو رہا تھا۔ مقبوضہ پنجاب کے شہروں اور قصبات اور چھوٹے چھوٹے دیہات میں عیسائی پادری بے دھڑک دندناتے پھرتے تھے۔ اور قبولِ عیسائیت کی رفتار اتنی تیز ہو چکی تھی کہ بڑے بڑے پادری علماء کا خیال تھا کہ نصف صدی سے پہلے پہلے وہ تمام پنجاب اور ہندوستان کے اکثر حصہ کو عیسائی بنالیں گے اور جیسا کہ اوپر بیان کئے ہوئے

حوالہ جات سے ظاہر ہے حکومت پوری طرح عیسائی مشنریوں کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ پھر تعجب آتا ہے کہ کیسے اسلام کے نئے اس انتہائی مایوسی کے دَور میں جب یہ رات خوب پھیل گئی اور گہری ہو گئی اور آمدِ صبح کی بھی سب امیدیں منقطع ہو گئیں تو قادیان کے مشرقی منارے ایک بزرگ مؤذن نے قریبِ سحر کی ان الفاظ میں خبر دی کہ:-

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

حیرت ہوتی ہے! مجھے تو سخت حیرت ہوتی ہے اس باریک نظر پر اس گہری فراست پر کہ کل عالم کے مبصرین اور مفکرین کے خلاف ایک اکیلی آواز بلند کی۔ ایک الگ اندازہ پیش کیا اور ان سب کے اندازے غلط ہو گئے اور یہی ایک اندازہ درست نکلا۔ خدا جانے اُفقِ مغرب پر آپ نے کیا دیکھا تھا اور کیا پڑھا تھا کہ جسے اس زمانہ میں اور کوئی نہ پڑھ سکا۔
آپ نے صرف ایک پیشگوئی ہی نہیں کی بلکہ اس صبح کو قریب تر لانے کے لئے اپنی زندگی کا ہر لمحہ صرف کر دیا۔ اور اسلام کی خاطر اور عیسائیت کو زیر کرنے کے لئے ایک ایسی علمی اور مالی اور جانی جدوجہد کا آغاز کیا کہ اس کی مثال صفحۂ ہستی پر نظر نہیں آتی۔
ابھی اس جدوجہد کے آغاز کو کوئی لمبا عرصہ نہ گزرا تھا کہ صبح کے آثار کچھ اور روشن ہو گئے۔ یہاں تک کہ بعض مخالف آنکھوں نے بھی اُن کو دیکھا اور پہچان لیا بلکہ برطانوی حکومت کے تخت گاہ تک بھی اس نئے ظاہر ہوتے ہوئے خطرہ کی اطلاع پہنچی اور ابھی بیسویں صدی کا آغاز بھی نہ ہوا تھا کہ عیسائی دنیا میں اس خطرہ کا الارم بجنے لگا۔
چنانچہ ۱۸۹۴ء میں دنیا بھر کے پادریوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی۔ جس کے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے لارڈ بشپ آف گلاسٹر نے اہلِ مجلس کو ظہورِ احمدیت کے بارے میں یہ اطلاع دی کہ:-

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحبِ تجربہ ہیں

بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے اور اس جزیرے میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نظر آ رہے ہیں یہ ان بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بنا پر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مذہب ہماری نگاہ میں قابلِ نفرین قرار پایا ہے اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔
پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا حامل ہے افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض ذہن اس طرف مائل ہو رہے ہیں"[1]

یہ تقریباً اڑسٹھ برس پہلے کی بات ہے اس عرصہ میں دنیا میں کئی قسم کے تغیرات رونما ہوئے۔ عالمگیر جنگیں ہوئیں بڑے بڑے خونیں انقلابات برپا ہوئے۔ نئے نظریوں نے جنم لیا اور نئی نظریاتی جنگوں کا آغاز ہوا۔ مذہبی کشمکش نے بھی کئی پانسے پلٹے۔ کئی بیدار مذاہب کی قوتیں شل ہونے لگیں اور کئی خفتہ بازوؤں میں جان آ گئی۔ کچھ آثار مٹ گئے۔ اور کچھ آثار زیادہ واضح اور روشن ہونے لگے۔ اسلام کے دفاع کے لئے نئے کارخانے قائم ہوئے۔ نئے مراکز بنے اور نئے ڈھنگ کے تربیت یافتہ سپاہیوں نے ہلالی اور صلیبی جنگوں کے نقشے بدل دیئے۔ اسلام حملہ آور ہوا۔ اور عیسائیت دفاع پر مجبور ہو گئی۔ وہ اسلامی نظریات جو سینکڑوں سال سے تہذیبِ مغرب کا نشانۂ تمسخر بنے ہوئے تھے۔ نئی دنیا نے اپنانے شروع کئے۔ طلاق جو ایک ناقابلِ تلافی گناہ سمجھا جاتا تھا بالآخر جائز ہو گئی اور اسے اپنائے بغیر اہلِ مغرب کا گزارہ نہ چلا اور عیسائیت اپنے ان نظریات سے شرمانے لگی جو کبھی اسلام کے مقابل پر بڑے فخر اور بڑی شان کے ساتھ بیان کیا کرتی تھی۔ خود عیسائی دنیا کے ہی قول و فعل نے عیسائیت کی اس تعلیم کی دھجیاں بکھیر دیں کہ اگر تمہارے ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی آگے کر دو۔ کئی قسم کے نظریاتی تغیرات رونما

ہو چکے ہیں۔ اور کئی ایک ابھی ہو رہے ہیں۔ اور ہوں گے۔ مگر ایک امر جو آج تک کے تغیر نے معین کر دیا ہے۔ وہ آئندہ اسلام کے لئے ایک امید افزا مستقبل کا پتہ دیتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مغرب کے نظریات کی تبدیلی کا رُخ عیسائیت سے اسلام کی طرف ہے۔ رنگ و نسل کا امتیاز بہت حد تک اُٹھ چکا ہے کچھ اور بھی اُٹھتا جاتا ہے۔ اور اسلامی اخوت کے نظریہ نے مغرب کے دل میں گھر کر لیا ہے۔
وہ لوگ جنہیں یورپ کے سفر کا موقعہ ملا ہے جانتے ہیں کہ جنسی آزادی کے خلاف ردِّ عمل کی بھی ایک مضبوط لہر مغرب میں چل پڑی ہے۔ اور بہت سے اہلِ مغرب اپنے دل کی گہرائیوں میں اس طرزِ معاشرت سے متنفر ہو چکے ہیں۔ اور ایک ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں جو انہیں ... اور تمدن کے بہتر آداب سکھائے۔ میں خود ایک انگریز نو مسلم کو جانتا ہوں جس نے صرف اسی بنا پر اسلام کو قبول کر لیا کہ اس کے نزدیک عیسائیت میں مناسب جنسی قیود کا فقدان ایک ناقابلِ اعتنا نقص ہے اور اسلام کی تعلیم اس لحاظ سے فطرت کے عین مطابق اور انسانی دل کے امن و سکون کی ضامن ہے یہ ایک انفرادی یا اخلاقی واقعہ نہیں۔ بلکہ آمدِ صبح کی علامات میں سے ایک ہے۔ اور ایک رجحان ایک ایسی منزل کا پتہ دیتا ہے۔ ہم میں سے کون ہے جو طلوعِ سحر کے انداز و اطوار سے باخبر نہیں۔ آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ کس طرح بعض اوقات ایک شب بیدار مؤذن جب آمدِ صبح کی خبر دیتا ہے تو بظاہر اس کے اعلان کو تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی مگر دیکھتے ہی دیکھتے مطلعِ مشرق رنگ بدلنے لگتا ہے اور کچھ اور لوگ اس کے بیان کی تائید کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک عام بیداری شروع ہوتی ہے۔ اور ایک مٹیالہ سا سویرا افق تا افق پھیل جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعلان کے بعد کہ اب سورج مغرب میں بھی طلوع ہوگا کچھ اور گواہ بھی رفتہ رفتہ بیدار ہو کر اُن علامات کو پہچاننے لگے۔ مجھے خدا کے فضل سے یورپ کی کئی مساجد کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور یورپین اور امریکن نو مسلم اور غیر مسلم دوستوں سے تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملا ہے۔ لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس بارہ میں اپنے تاثرات بیان کرنے کی بجائے اُن عیسائی مبصرین اور مفکرین کی رائے سے آپ کو آگاہ کروں جو کہ دل سے عیسائیت کی فتح کے شدید خواہاں ہیں۔ مگر علامات اور حالات کے مطالعہ نے انہیں یہ تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے" کہ اب اُن کی فتح کا خیال ایک خواب بن چکا ہے۔ اور اُن کی اُمنگیں سب خواب و خیال ہو گئیں۔ آج اسلام ایک نئے عزم نئی قوت اور نئے ولولے کے ساتھ عیسائیت کے ساتھ نبرد آزما ہو رہا ہے۔ کہاں وہ

[1] دی آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس آف دی اینگلیکن کمیونین ۱۸۹۴ء

انیسویں صدی کا آخری دور اور بیسویں صدی کا آغاز کہ جب عیسائی کیمپ سے "مارو پکڑو اور جانے نہ دو" کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور سوئے ہوئے مسلمانوں پر شب خون مارا جا رہا تھا اور کہاں یہ دن کہ چند شب بیدار مسلمان مجاہدین نے میدان کارزار کی کایا پلٹ دی۔ آج سے پچاس برس پہلے کیا تھا اور آج کیا ہے۔ اس بارہ میں ایک عیسائی مفکر بشپ سٹیفن نیل اپنی کتاب The Christian character کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:-

The beginning of the twentieth century was a period of hope for christian church. The western churches appeared strong and rich, and great new churches were growing quickly in almost all parts of the world. It seemed that the gospel might spread through the whole earth without meeting serious opposition. Fifty years later all is changed. Every christian knows that there are hard days for the church.

ترجمہ:- بیسویں صدی کا آغاز عیسائی کلیسا کے لئے ایک امید کا دور تھا۔ مغربی کلیسا توانا و تونگر دکھائی دیتا تھا۔ اور ہر خطۂ ارض پر نئے شاندار کلیسا نہایت تیزی سے وجود میں آ رہے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ عیسائیت کی تعلیم بلا روک ٹوک تمام سطح زمین پر پھیل جائے گی۔ مگر وائے افسوس کہ آج پچاس سال بعد سارا نقشہ ہی بدل گیا۔ آج ہر عیسائی خوب جانتا ہے کہ عیسائیت پر سختی کے دن آ گئے ہیں"

دیکھئے عیسائیت کی شکست کا کس قدر حسرتناک اعتراف ہے۔ کہاں آج سے پچاس برس پہلے تسخیر عالم کے خواب اور کہاں آج یہ اعتراف کہ سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہا سب نقشے تبدیل ہو گئے۔ یہ صرف ایک شخص کی رائے نہیں بلکہ کل عیسائی دنیا آج اسلام اور عیسائیت کی جنگ کے بارہ میں اپنے تخمینے تبدیل کرنے پر مجبور ہو چکی ہے۔ چنانچہ ایک اور عیسائی اخبار "East Africa and Rhodesia" اپنی ۲۸ اپریل ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"The old idea that Islam was a dying force has proved wholly incorrect"

ترجمہ:- "یہ پرانا تخمینہ کہ اسلام ایک مری ہوئی طاقت ہے۔ کلیۃً غلط ثابت ہوا ہے"

یہ تخمینہ غلط ثابت کیوں ہوا اس کی کچھ وضاحت اخبار "East African Standard" کی ۲۰ر نومبر ۱۹۵۵ء کی اشاعت کی ایک رپورٹ سے ہوتی ہے جس میں Mr Fridtjov Birkeli جو لوتھرن عالمی مشن کے ڈائرکٹر ہیں افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کا مقابل عیسائی کوششوں سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"Some claimed that Islam was spreading ten times faster than christianity. The strategy of stopping this expansion by a chain of missions across the whole continent had not been successful, however good it looked"

ترجمہ:- بعض اندازوں کے مطابق تو اسلام عیسائیت کے مقابل پر دس گنا تیز رفتاری کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اور اس پھیلاؤ کو روکنے کے لئے یہ تدبیر بھی کارگر ثابت نہ ہوئی کہ تمام براعظم افریقہ میں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک مشن سٹیشنز کا ایک جال پھیلا دیا جائے۔ حالانکہ یہ ایک عمدہ تجویز معلوم ہوتی تھی"

(باقی)

تصحیح

میری طرف سے اخبار بدر مورخہ ۲۰ر جولائی ۱۹۶۱ء میں دعا کا اعلان چھپا ہے۔ افسوس ہے کہ اس میں ایک غلطی ہو گئی۔ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی بیماری کے متعلق دس ماہ کی بجائے دس سال کا عرصہ لکھا گیا۔ لہٰذا بیماری کے عرصہ کو دس ماہ سمجھنا چاہئیے نیز دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ناصرہ بیگم صاحبہ اور انکی بھانجی مبارکہ بیگم صاحبہ کو صحت کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اور حسنات دارین سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۳۱ر جولائی ۱۹۶۱ء تک چندہ تحریک جدید سو فیصدی ادا کرنیوالے احباب کی پانچویں قسط

ذیل میں ان خوش نصیب مخلصین کی فہرست شائع کی جاتی ہے جنہوں نے ۳۱ر جولائی ۱۹۶۱ء تک اپنا چندہ تحریک جدید سو فی صدی ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے اموال اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے۔

تحریک جدید کے مالی سال کے آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک بہت سے احباب کے ذمہ چندہ واجب ہے۔ انکی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد چندہ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دفتر اول

نام	رقم
مکرم مرزا محمد عبداللہ صاحب ضعدار قادیان	۹/-
" ممتاز احمد صاحب ہاشمی	۹-۵۵
" قریشی عطاء الرحمن صاحب	۹-۹۲
" اہلیہ صاحبہ مرحومہ " "	۹-۶۲
" قریشی فضل حق صاحب	۵-۳۱
" چوہدری محمود احمد صاحب عارف	۱۳-۵۶
" افتخار احمد صاحب اشرف	۹-۱۲
" مولوی ابوالوفاء صاحب مبلغ	۳۸-۰۰
" فتح محمد صاحب گجراتی	۱۱-۱۸
مکرمہ استانی خورشید بیگم صاحبہ	۵-۵۶
مکرم مولوی بی عبداللہ صاحب مالاباری	۴۷-۰۰
" حکیم محمد الدین صاحب مبلغ	۵۵-۱۲
" سید محمد موسیٰ صاحب	۷-۸۶
" منشی شمس الدین صاحب کلکتہ	۲۷-۰۰
" میاں محمد حسین صاحب	۷-۰۰
" سید بدر الدین احمد صاحب سونگھڑہ	۵-۰۰
مکرمہ مسرۃ النساء صاحبہ	۵-۵۰
" رسول بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ سیٹھ حسن صاحب یادگیر	۶۸-۰۰
مکرم پیر محمد صاحب لارجی	۶-۵۶
" غلام حسین صاحب ہوڈری	۶۰-۵۰
" محمد امام صاحب خوری	۱۲-۰۰
" سلطان احمد صاحب مع ہر دو اہلیہ صاحبہ مونگھیر	۶۴-۰۰
مکرمہ بیگم صاحبہ مکرم ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۲۰-۵/-
مکرم سید مدار صاحب شموگہ	۵۶-۰۰
" سیٹھ حمید احمد صاحب حیدرآباد	۷۰-۰۰
بچگان مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ایس۔سی	۱۷-۴۷
" سید ابراہیم صاحب	۷-۰۰
مکرمہ زاہدہ بانو صاحبہ	۱۲-۷۵
مکرم میر داؤد احمد صاحب	۶-۲۵
مکرمہ اعجازی بیگم صاحبہ اودھے پور کٹیا	۸-۳۱
مکرم منشی کلیم الدین صاحب	۶-۱۲

دفتر دوم

نام	رقم
مکرم شیخ مسعود احمد صاحب قادیان	۶-۰۰
" محمد شریف صاحب گجراتی	۵-۵۶
" میاں عبدالرحیم خاں صاحب	۵-۵۰
" مرزا عبداللطیف صاحب	۲۴-۷۵

نام	رقم
مکرم اہلیہ صاحبہ شیخ محمد ابراہیم صاحب قادیان	۵-۰۶
مکرم یونس احمد صاحب اسلم	۶-۲۵
مکرمہ اہلیہ صاحبہ عبدالرشید احمد صاحب نیاز	۵-۲۵
مکرم میاں محمد اسمٰعیل صاحب	۱۹-۰۰
" نذیر احمد صاحب ٹیلر	۹-۵۰
" فضل الرحمن صاحب	۹-۰۰
" بشیر احمد صاحب جہار	۲۱-۲۷
مکرمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد احمد صاحب مع بچگان	۷-۶۲
" اہلیہ صاحبہ سید عبدالمعبود صاحب	۵-۰۶
" غلام قادر صاحب	۶-۲۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ غلام قادر صاحب معہ بچگان	۷-۸۰
مکرم منظور احمد صاحب منیر	۶-۶۲
" عمر الدین صاحب	۶-۶۹
مکرمہ اہلیہ صاحبہ عمر الدین صاحب	۵-۵۶
مکرم خواجہ عبدالستار صاحب	۶-۱۹
مکرمہ اہلیہ صاحبہ مستری دین محمد صاحب منگلی	۵-۴۴
" آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا احمد خان صاحب	۸-۰۰
مکرم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب	۱۶-۲۵
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " معہ بچگان	۱۲-۲۵
مکرم چوہدری فیض احمد صاحب	۵-۷۵
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " "	۵-۵۶
مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب	۱۴-۲۵
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " "	۷-۲۵
مکرم ملک نذیر احمد صاحب شورکوٹ	۸-۶۹
" ملک محمد الدین صاحب بدر	۱۱-۰۶
" بشیر احمد صاحب کالا افغاناں	۶-۱۲
" مکرم مولوی بشیر احمد صاحب بانگڑی	۱۵-۵۶
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " "	۵-۸۱
مکرم شاہ محمد صاحب گجراتی	۵-۳۱
" قاضی شاد بخت صاحب	۶-۱۲
مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم قاضی شاد بخت صاحب	۵-۰۶
مکرم مولوی فتح محمد صاحب اسلم	۱۶-۱۲
" مولوی بشیر احمد صاحب خادم معہ اہلیہ	۸-۰۰
" مولوی فیض احمد صاحب	۱۱-۰۶
" مولوی محمد ولی الدین صاحب	۵-۱۲
" مولوی غلام مہدی صاحب ناصر	۷-۵۰
" مولوی محمد ایوب صاحب	۷-۷۵
بچگان " "	۵-۱۲
" میر منظور احمد صاحب عاقل	۹-۸۱

ولادت۔ قادیان ۵ر اگست مکرم مولوی عمر علی صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کے ہاں تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ عزیزہ نو مولودہ کا نام بشریٰ رکھا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو نیک اور صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

مکرمہ اہلیہ صاحبہ پیر منظور احمد صاحب فاضل قادیانی ۵-۰۶
" اہلیہ صاحبہ حکیم خلیل احمد صاحب ۹-۲۷
" اہلیہ صاحبہ گیلانی بشیر احمد صاحب مبلغ " ۵-۱۲
مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب " ۱۲-۵۷
" بشیر احمد صاحب شاہد " ۶-۱۲
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " ۸-۳۰
مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب " ۸-۰۰
" مولوی محمد عبید اللہ صاحب " ۵-۱۹
مکرمہ والدہ صاحبہ " " ۵-۱۹
" اہلیہ صاحبہ " " ۵-۳۱
" بچگان " " ۵-۱۹
مکرمہ اہلیہ صاحبہ قاضی عبد الحمید صاحب " ۹-۰۶
" بچگان ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب " ۴-۲۵
مکرم سید جہانگیر علی صاحب فلک نما سکندر آباد ۵-۰۰
" محمود احمد صاحب " ۵-۰۰
" مقصود احمد صاحب " ۵-۰۰
" محمد ابراہیم خان صاحب " ۱۰-۰۰
مکرمات النور صاحبات سید یعقوب الرحمن صاحب سونگڑہ ۵-۰۰
حکیم محمد علی صاحب گدڑسے یادگیر ۳۲-۰۰
مکرمہ آمنہ بی بی صاحبہ " ۶-۰۰
" حبیب بی صاحبہ " ۵-۷۵
" شیخ محمد احمد صاحب " ۶-۰۰
" محمود غوری صاحب " ۱۰-۰۰
" نذیر احمد صاحب سوڈری " ۱۷-۵۰
" علی احمد صاحب گلبرگہ " ۱۱-۰۰
" محمد محسن صاحب " ۸-۲۵
مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ " ۱۷-۵۰
مکرم سید محی الدین احمد صاحب از طرف حضرت مسیح موعود رانچی ۷۵-۰۰
از طرف والد صاحب مرحوم ۷۰-۰۰
" والدہ صاحبہ مرحومہ ۷۰-۰۰
" اہلیہ صاحبہ مرحومہ ۵۰-۰۰
" اہلیہ صاحبہ اول ۵۰-۰۰
" اہلیہ صاحبہ دوم ۵۰-۰۰
مکرم سید نصیر الدین صاحب برادر مرحوم ۲۵-۰۰
" عزیزہ پروین بیگم صاحبہ ۲۵-۰۰
" سائقہ بیگم صاحبہ ۲۵
" حور عین عرف بے بی ۲۵-۰۰
" میسرہ صاحبہ ۲۵-۰۰
ایسی روحیں جو احمدیت کی طرف مائل ہیں اور احمدیت سے ہمدردی رکھتی ہیں ۲۱۵/-
مکرم حمید اللہ صاحب بمبئی ۵-۰۰
" سید کریم بخش صاحب کلکتہ ۱۲-۵۰
" بشیر احمد صاحب کشتگی " ۸-۰۰
" سیف الدین صاحب " ۲۱-۰۰
" نور محمد صاحب سورب ۹-۰۰
" منشی عبد الحفیظ صاحب کوبل ۶-۵۰
" سید الیاس صاحب شموگہ ۶-۰۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ سید داؤد صاحب " ۱۲-۵۰
مکرم عبد الرؤف صاحب " ۷-۰۰
" کے بی عبد الرحیم صاحب پینگاڈی ۲۵-۰۰
مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ حیدر آباد ۱۱-۰۰
مکرم شمس الدین صاحب " ۲۳-۰۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " ۸-۰۰
مکرم مرزا احمد اللہ بیگ صاحب " ۱۹-۰۰

والدین مکرم مرزا احمد اللہ بیگ صاحب حیدر آباد ۵/۵۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " " ۷-۰۰
" مغفرت جہاں صاحبہ " ۵-۵۰
برادران و ہمشیرگان مرزا احمد اللہ بیگ صاحب ۵-۵۰
مکرم محمد اسحٰق صاحب تنویر حیدر آباد ۸-۶۲
مکرمہ اہلیہ صاحبہ احمد حسین صاحب ۷-۴۴
مکرم خواجہ عبد الحمید صاحب انصاری حیدر آباد ۷-۵۰
" اسد اللہ بیگ صاحب ابن مرزا احمد اللہ بیگ صاحب " ۵-۰۰
" ڈاکٹر محمد عابد صاحب شاہجہانپور ۱۰-۰۰
" یوسف علی صاحب " ۱۰-۰۰
مکرمہ بیگم صاحبہ حاجی عبد القدوس صاحب ۱۰-۰۰
" حفیظہ خاتون صاحبہ " ۵-۳۷
" طرفہ خاتون صاحبہ " ۶-۰۰
" مہرجہاں صاحبہ " ۶-۰۰
" بیگم صاحبہ محمد صادق صاحب " ۸-۵۰
" " " محمد فاروق صاحب " ۸-۰۰
مکرم محمد عقیل صاحب " ۱۰-۰۰
" محمد حنیف صاحب کمریا ۹-۰۰
" حافظ محمد یٰسین صاحب " ۸-۵۰
مکرمہ قیصر جہاں صاحبہ مظفر پور ۵-۰۰
مکرم منشی عبد اللطیف صاحب سردار نگر ۱۷-۲۷
" عطاء الرحمن صاحب موسیٰ بنی مائنز ۵-۰۰
مکرمہ والدہ صاحبہ " " ۵-۰۰
" طلعت النساء صاحبہ سری پالر ۵-۰۰
" کستورہ بی بی صاحبہ کیرنگ ۵-۰۰
" امتہ الرحمن صاحبہ " ۵-۰۰
" والدہ مبارک احمد صاحب " ۵-۰۰
مکرم ایس۔ ایم یوسف صاحب بانڈہ ۶-۷۵
مکرمہ زینب بی صاحبہ " ۶-۷۵
مکرم عباس بی آف صاحب " ۵-۵۰
مکرمہ کلثوم بی صاحبہ " ۵-۵۰
" زیتون بی صاحبہ " ۵-۰۰
مکرم محمد عبد الرب صاحب مع اہلیہ صاحبہ بیدوک ۵-۲۵
" وی ابوبکر صاحب منارگھاٹ ۱۰-۰۰
" ایم۔ کے محمود صاحب " ۱۲-۰۰
مکرمہ بی کنی امینہ صاحبہ پینگاڈی ۷-۷۵
" بی فاطمہ صاحبہ " ۷-۷۵
مکرم آئی محمد کنجو صاحب کروناگاپلی ۳۷-۰۰
مکرمہ والدہ عبد العزیز صاحب رشی نگر ۵-۰۰
" اہلیہ صاحبہ حکیم میر غلام محمد صاحب یاڑی پورہ ۶/۵۰
بچگان " " " ۱۲-۰۰
مکرم ٹی۔ اے احمد صاحب ساکن کولم ۵۱-۰۰
" ایم جمال الدین صاحب " ۱۵-۰۰
" محمد حسین صاحب چارکوٹ ۵-۵۰
" عبد الرحیم صاحب " ۵-۲۵
" دوست محمد صاحب " ۵-۰۰
" ستار محمد صاحب " ۶-۳۱
" والدین ستار محمد صاحب " ۶-۳۱
" شیر محمد صاحب " ۵-۰۰
" وی محمد صاحب ٹیلی چری ۵-۲۰
" کے محمد کویا صاحب کالیکٹ ۵-۰۰
" کے پی احمد کویا صاحب " ۵-۰۰
" ظہور حسین صاحب دانی بستہ ۱۰-۰۰
" احمد ڈار رمضان صاحب کنی پورہ ۵-۰۰

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بزبان ہندی

احباب کو علم ہے کہ احمدیہ جماعت اشاعت اسلام اور دفاع اسلام کے کام میں اپنی ابتداء سے عملی اور تعمیری رنگ میں حصہ لے رہی ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ کئی لوگ اپنی ناقہمی اور حالات سے بےخبری کی وجہ سے اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے خلاف تحریری و تقریری طور پر ہتک آمیز کلمات استعمال کرتے رہتے ہیں اور اس سے مسلمانان ہند کے جذبات مجروح اور انکے مذہبی احساسات کی تذلیل ہوتی رہتی ہے۔

اگرچہ قانونی رنگ میں بھی سرکار کی طرف سے ایسے معاملات پر کارروائی کی جاتی ہے لیکن قانون کے بعض پہلوؤں کی پیچیدگی اور ایسے کیسوں کے پیش کرنیوالوں کی سہل انگاری کی وجہ سے اس قسم کے مجرم عقوبت سے بچ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں رسالہ نقیم انڈیا۔ نومر جیوان اور کتاب مذہبی رہنما کی وجہ سے جو تکلیف اور دکھ مسلمانوں کو پہنچا وہ تمام اخبار بین حضرات کے علم میں ہے۔

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بجائے اشتعال بڑھانے اور دوسروں کے جذبات کو مجروح کرنے کے تعمیری رنگ میں قدم اٹھایا گیا۔ چنانچہ ریلیجس لیڈر (مذہبی رہنما) کے مصنفین نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے گئے پروٹسٹ پر معذرت کا اظہار کیا۔ اور آئندہ کے لئے ایسی اشتعال انگیز اشاعت کو بند کرنے کا وعدہ کیا۔

اس تعلق میں جماعت احمدیہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت مناقب جلیلہ و حالات زندگی کو دنیا کی مختلف مشہور زبانوں میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ اس سے پہلے مرکز قادیان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح و سیرت پر انگریزی میں ایک مبسوط کتاب LIFE OF MOHAMMED لائف آف محمدؐ نام سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کی گئی اب اسی سلسلہ میں سیرۃ و سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزبان ہندی بصرف زرکثیر شائع کی گئی ہے اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو تفصیل کیساتھ اس رنگ میں بیان کیا گیا ہے کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات کے مدلل جواب بھی اسمیں آجائیں نیز آپ کے اخلاق حسنہ اور مناقب جلیلہ کو اس خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے کہ انک لعلی خلق عظیم کا عملی نمونہ قارئین کرام کی نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔ اصل تصنیف جس سے ہندی میں ترجمہ کیا گیا ہے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی قلم مبارک سے اردو میں لکھی گئی ہے جس کا ترجمہ بہت محنت اور عرقریزی سے ہندی میں کرایا گیا ہے۔

احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنے ہندی دوستوں بلکہ مسلمان ہندی داں طبقہ میں بھی زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ اور جن شہروں میں لائبریریاں ہوں ان کا پتہ بھی دیں تاکہ اس کتاب کی وسیع اشاعت کر کے ان غلط فہمیوں کو دور کیا جائے جو اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام کے خلاف ہندی جاننے والے دوستوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور اہل ملک کے دلوں میں اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جذبہ محبت و عقیدت پیدا ہو۔ اور ہندوستان کی دو بڑی قومیں باہم محبت اور اتحاد سے رہ کر ملک کے تعمیری کاموں میں زیادہ سے زیادہ تعاون کر سکیں۔

یہ کتاب عنقریب پریس سے چھپ کر آنے والی ہے آئندہ اعلان میں اسکی قیمت سے بھی جناب کو اطلاع دی جائے گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مکرم محمد ابراہیم صاحب یرہ پورہ ۱۰-۰۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ شیخ نور الدین صاحب مبوبکنڈار ۶-۰۰
مکرم کے۔ اے فخر الدین صاحب مرکرہ ۵-۰۰
" بی۔ ایچ محمد صاحب " ۱۲-۰۰
" بی۔ ایچ عبد القادر صاحب " ۸-۰۰
" ایم محی الدین صاحب " ۵-۰۰
" محمد محسن صاحب سدانند پور ۸-۱۲
مکرمہ فضل النساء صاحبہ کیندرہ پاڑہ ۹-۰۰
مکرم حسن محمد صاحب کالا بن کوٹلی ۸-۱۲
" لال دین صاحب " ۷-۷۵
" ولی محمد صاحب " ۵-۷۵

مکرم شاہ محمد صاحب کالا بن کوٹلی ۵-۶۲
" عبد الحلیم صاحب " ۶-۶۲
" عبد الرزاق صاحب " ۵-۳۱
" خادم حسین صاحب " ۸-۰۰
" عبد العزیز صاحب " ۵-۰۰
" اکبر علی صاحب " ۵-۳۷
" قدیر صاحب کلکتہ ۲۰-۰۰
" میاں راج محمد صاحب ہیچہ مرگ ۸-۰۰
" کے بی محمد کویا صاحب کالیکٹ ۴۰-۰۰
" ایم محمد صاحب " ۴۴-۲۵
" کے۔ اے محی الدین کویا صاحب ۲۱-۰۲

خبریں

سیلاب سے متعلق خبریں

اخبار الجمعیۃ دہلی ۸/۹/۶۱ کی بڑی سرخی

"راجدھانی میں بارش نے گذشتہ ستر سال کا ریکارڈ توڑ دیا" "کئی علاقوں میں چار چار فیٹ پانی بھر گیا"

نئی دہلی ۷ر اگست۔ کل رات اور صبح دلی میں جو موسلا دھار بارش ہوئی اس نے گذشتہ ستر سال (۱۸ر اگست ۱۸۹۱ء) کا ریکارڈ توڑ دیا۔ محکمہ موسمیات کا بیان ہے کہ گذشتہ اٹھارہ گھنٹے کے دوران دلی میں سوا آٹھ انچ بارش ہوئی ہے۔ ماہر موسمیات کی پیشگوئی ہے کہ اگلے ۴۸ گھنٹوں میں مزید بارش ہونے کا امکان ہے۔ اب تک کی آمدہ اطلاعات کے مطابق اس بارش سے چار افراد ہلاک اور دو درجن زخمی ہوئے ہیں۔ ایک بچہ بازار کی بدرو میں بہہ گیا۔ شہر کے مختلف حصوں میں کئی مکانات گر پڑے۔ سینکڑوں جھونپڑے گر گئے اور نشیبی علاقہ جات میں پانی بھر گیا ہے۔ کوٹلہ مبارک پور کے نزدیک ایک گاؤں مکمل طور پر زیر آب ہو گیا ہے۔ اندر پرستھ اسٹیٹ میں ۵ سو مزدوروں کی جھونپڑیوں میں پانی بھر گیا ہے۔ بیلارد ڈمیں بھی مزدوروں کی دو سو جھونپڑیاں مکمل طور پر بہہ گئی ہیں۔ رانا پرتاپ باغ اور گاندھی نگر کے کئی علاقوں میں چار چار فٹ پانی کھڑا ہوا ہے ۔۔۔ آج صبح ۱۱ گاڑیوں کی آمد و رفت بند رہی۔ کالکا ہوڑہ میل اور سری نگر ایکسپریس لیٹ رہی۔ ریلوے یارڈوں میں پانی بھر گیا اور آٹومیٹک سگنل سسٹم ناکارہ ہو گیا۔ آج صبح ہوائی جہاز پالم اور صفدر جنگ ہوائی اڈہ پر اتر نہ سکے۔ دلی کے ڈپٹی کمشنر مسٹر ایس جی وس ملک نے ایک غیر رسمی ملاقات میں بتایا کہ دلی کے ۲۷ گاؤں بارش کے پانی سے گھر گئے ہیں۔ اور ۵ ہزار ایکڑ فصل زیر آب ہو گئی ہے۔ اور جوار کی فصل کو نقصان پہنچا ہے۔

۵ر اگست (عنوان) "ضلع امرتسر میں سیلاب سے زبردست تباہی دو ہزار مکانات گر گئے" "بہت سے دیہات پانچ پانچ فیٹ پانی میں گھرے ہوئے ہیں اور کشتیاں چل رہی ہیں"

امرتسر ۵ر اگست۔ امرتسر ڈسٹرکٹ میں سیلاب سے زبردست نقصان پہنچا ہے۔ دریائے راوی میں سیلاب کی بنا پر دو سو اشخاص کو سرحدی علاقوں سے نکالا گیا ہے۔ ڈیرہ بابا نانک میں کشتیاں گھرے ہوئے لوگوں کو نکالنے کے لئے لگائی گئیں اور اس طرح سو اشخاص کو بچایا گیا۔ ڈپٹی کمشنر مسٹر سندر سنگھ نے بتایا کہ وہ سیلاب زدہ علاقوں میں جہاں کہیں گئے لوگوں نے ان سے امداد کا مطالبہ کیا۔ ابتدائی سروے کے مطابق دو ہزار کچے مکانات ترنتارن تحصیل میں گر گئے ہیں۔ پانچ سو مکانات امرتسر تحصیل اور بیس اجنالہ تحصیل میں بھی گرے۔ ۱۶۷۵۰۳ ایکڑ زمین میں کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کا کہنا ہے کہ لوگوں کو زبردست مصیبت کا سامنا ہے۔ حکومت پنجاب سے ۲۷ لاکھ روپیہ کی امداد کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

اگرچہ سیلاب کا پانی اُتر رہا ہے۔ لیکن ترنتارن شہر میں جو یہاں سے ۱۵ میل دور ہے۔ سڑکوں پر ایک سے دو فیٹ تک پانی کھڑا ہے۔ پتی نالہ اور دوسرے چھوٹے بڑے نالے بھرپور چل رہے ہیں اور ۲۵۲ دیہات پانی سے گھرے ہوئے ہیں جہاں چار سے پانچ فیٹ تک پانی ہے جس کی وجہ سے کشتیاں چلانے کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔ نائب وزیر صحت ڈاکٹر سیتا کاشی کور نے کل ایک موٹر کشتی میں اجنالہ تحصیل کے سیلاب زدہ گاؤں کا دورہ کیا یہ گاؤں پانچ فیٹ گہرے پانی میں گھرا ہوا ہے۔

(الجمعیۃ دہلی ۸/۷/۶۱)

نئی دہلی ۷ر اگست۔ آج لوک سبھا کے موسم برسات کا اجلاس غیر معمولی جوش و خروش کے

جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

بتاریخ ۲۵ر اگست

حسب دستور سابق امسال بھی جماعتیں اپنی اپنی جگہ پر ۲۵ر اگست کو جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کریں۔ اور کوشش کریں کہ اس جلسہ میں زیادہ سے زیادہ غیر مسلم دوست شریک ہوں بلکہ تقریر بھی کریں تاکہ ان جلسوں کے انعقاد کی اصل غرض بہتر طور پر پوری ہو۔ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے حالاتِ حاضرہ اور ضرورتِ وقت کے مطابق مناسب پہلوؤں کا انتخاب کر لیا جائے۔ اور مقررین سے اُن پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی جائے نیز نیک اس روز جملہ جماعتیں شایانِ شان جلسہ منعقد کر کے اُس کی مختصر اور جامع رپورٹ دفتر ہذا میں بھجوائیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

درمیان شروع ہوا۔ پہلے ہی روز پاکستان کو امریکہ کے جدید اسلحہ کی سپلائی کے متعلق کم و بیش ۱۶ ممبروں نے سوالات دریافت کئے۔ پردھان منتری نہرو نے متعدد ضمنی سوالات کے جواب میں کہا کہ امریکی حکومت کے ایک ترجمان نے پاکستان کو امریکی فوجی امداد کی سپلائی کا جو مقصد ظاہر کیا ہے۔ اس سے وہ خطرات اور خدشات ختم نہیں ہوتے۔ جو اس امداد کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں کیونکہ اس کے استعمال کے آخری فیصلہ کا انحصار دوسرے فریق پاکستان پر ہے۔ شری نہرو نے کہا کہ حقیقی مشکل یہ ہے کہ امریکہ کی یقین دہانی کہ یہ اسلحہ جارحانہ کارروائی کے لئے استعمال نہیں ہوگا۔ دوسرے فریق پاکستان کو اس پر عملدرآمد کا پابند نہیں کر سکتا۔

نئی دہلی ۷ر اگست۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں ایک سوال کے جواب میں اعلان کیا کہ بھارت سرکار بھارت چین سرحدی جھگڑے کے تصفیہ کے لئے ثالثی کو موزوں طریق علاج نہیں سمجھتی۔ آپ سے دریافت کیا گیا تھا کہ شری جے پرکاش نرائن نے اس بارے میں ثالثی کرانے کی جو تجویز رکھی ہے۔ اُس کے متعلق بھارت سرکار کی کیا رائے ہے۔

نئی دہلی ۷ر اگست۔ پردھان منتری شری پنڈت نہرو نے کہا کہ یہ خبر بڑی ولولہ انگیز اور مسرت افزا ہے کہ روس نے دوسرا انسان خلا میں بھیج دیا۔ آپ نے کہا خلائی سفر کے سلسلہ میں برق رفتار ترقی سے نئی راہیں کھل رہی ہیں اور ہمیں سبق سکھاتی ہے کہ ہماری اس چھوٹی سی دنیا پر جنگ ایک حماقت ہے۔ میں روس کے سائنسدانوں کو اس ترقی پر اور ہوا باز خلا باز کو مبارکباد دیتا ہوں جو اس وقت دنیا کے گرد خلائی جہاز کو چلا رہے ہیں۔

ماسکو ۷ر اگست۔ روس کے دوسرے خلائی مسافر میجر ٹیٹوف گرمن سٹیپانووچ خلا میں ۲۵ گھنٹے ۱۸ منٹ تک پرواز کرنے اور زمین کے گرد ۱۷ چکر لگانے کے بعد آج صبح صحیح و سلامت راک میں اُتر آئے۔ وہ ماسکو سے کوئی ۵۰۰ میل جنوب مشرق میں اس مقام پر اُترے جو ان مطلب کیلئے پہلے سے مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے خلا میں ۷ لاکھ کلو میٹر یعنی ۵ لاکھ ۴۴ ہزار میل

اخبار بدر کا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بدر کا آئندہ پرچہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ہوگا۔ جس میں سیرت طیبہ سے متعلق مضامین کا ایک مجموعہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

(ادارہ)